رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فہرست مضامین

مختلف مقامات پر تبلیغ احمدیت صلہ
جمعیۃ العلماء کی گاندھی پرستی ص۳
حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت میں خدا کے بڑے زور آور حملے ص۵
صداقت مسیح موعود کے چند پیمانے
حضرت مسیح موسوی اور حضرت مسیح محمدی میں مشابہات
احمدیت کی شاندار فتح اور علماء اہلحدیث کا مناظرہ سے فرار
بٹالہ میں جماعت احمدیہ کے خلاف فتنہ انگیزی
خبریں ص۱۲

تار کا پتہ الفضل قادیان

الفضل قادیان

اللّٰہ اکبر — الہام حضرت امام جماعت احمدیہ قادیانی

ایڈیٹر:- غلام نبی

ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ ایک آنہ

The ALFAZL QADIAN.

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند عہ۱۰

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند عہ۱۳

جلد ۲۱	مطابق ۶ مئی ۱۹۳۴ء	یوم یکشنبہ	۲۱ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ	نمبر ۱۳۲

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ۳ اپریل کی اطلاع آمدہ از لاہور مظہر ہے۔ کہ حضور ۲ اپریل شام کو فیروز پور تشریف لے گئے۔ ۴ اپریل بعد نماز جمعہ جناب قاضی محمد اسلم صاحب پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور لورینگ مین ٹی پارٹی دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جس میں کالجوں کے بعض پروفیسر اور معززین مدعو ہوں گے۔ اور حضور سے شمولیت کی درخواست کی جائے گی۔ امید کی جاتی ہے کہ حضور ہفتہ کے دن انشاء اللہ واپس تشریف لے آئیں گے۔

نظارت تعلیم وتربیت مدرسہ احمدیہ کی جماعت ہفتم کا آخری امتحان خود لیا کرتی ہے۔ جس کے لئے ۱۲ مئی ۱۹۳۴ء تاریخ مقرر کی گئی ہے مبلغین کی جماعت اولیٰ کے ۱۶ طلبا اب کے شریک امتحان ہوئے تھے۔ جن میں ۱۴ کامیاب ہوئے۔ سب سے اول خواجہ محمد عبداللہ صاحب رہے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

سیونگ بنک کے سود کے متعلق ارشاد

(فرمودہ ۵ مئی ۱۹۰۲ء)

ایک شخص نے ایک لمبا خط لکھا۔ کہ سیونگ بنک کا سود اور دیگر تجارتی کارخانوں کا سود جائز ہے۔ یا نہیں۔ کیونکہ اس کے ناجائز ہونے سے لوگوں کو تجارتی معاملات میں بڑا نقصان ہو رہا ہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ

"یہ ایک اجتہادی مسئلہ ہے۔ اور جب تک کہ اس کے سارے پہلوؤں پر غور نہ کی جائے۔ اور ہر قسم کے حرج اور فوائد جو اس سے حاصل ہوتے ہیں۔ وہ ہمارے سامنے پیش نہ کئے جائیں۔ ہم اس کے متعلق اپنی رائے دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ کہ یہ جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہزاروں طریق روپیہ کمانے کے پیدا کئے ہیں۔ مسلمان کو چاہیئے۔ کہ ان کو اختیار کرے۔ اور اس سے پرہیز رکھے۔ ایمان صراط مستقیم سے وابستہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے احکام کو اس طرح سے ٹال دینا گناہ ہے۔ مثلاً اگر دنیا میں سور کی تجارت ہی سب سے زیادہ نفع مند ہو جائے۔ تو کیا مسلمان اس کی تجارت شروع کر دیں گے۔ ہاں اگر ہم یہ دیکھیں۔ کہ اس کو چھوڑنا اسلام کے لئے ہلاکت کا موجب ہوتا ہے۔ تب ہم فمن اضطر غیر باغٍ ولا عادٍ کے نیچے لا کر اس کو جائز کہدینگے۔ مگر یہ کوئی ایسا امر نہیں۔ اور یہ ایک خانگی امر اور خود غرضی کا مسئلہ ہے۔"

(الحکم ۱۰ مئی ۱۹۰۲ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تبلیغی رپورٹیں

مختلف مقامات پر تبلیغ احمدیت

جاوا مشن کی رپورٹ

مولوی محمد صادق صاحب لکھتے ہیں۔ کہ عرصہ زیر رپورٹ میں ساٹھ کے قریب لوگوں کو تبلیغ کی گئی اور مندرجہ ذیل دوست جماعت میں داخل ہوئے:-

(۱) سوتن ابراہیم صاحب (۲) برادرم محمد حسن صاحب (۳) برادرم آدم صاحب (۴) مکرم ہاشم صاحب لہوسوکن۔ (۵) برادرم محمد یعقوب شعیب ایک سکول کے استاد ہیں۔ (۶) ان کی اہلیہ لطیفہ (۷) مکرم عبدالسلوک صاحب (۸) برادرم محمد عثمان پولیس مین

کوتہ راجہ سے روانگی سے قبل میں نے حاجی محمود صاحب کو بلا کر وہاں کا کام ان کے سپرد کر دیا۔

اس عرصہ میں دو افسران حکومت سے جہاد کے متعلق دلچسپ گفتگو ہوئی۔ ایک افسر نے کہا۔ کہ اسلام میں اور تو کوئی ایسا نقص نہیں مگر جہاد ایسی بات ہے۔ جو سب نقائص سے بڑھ کر بدنما داغ ہے میں نے ان سے جہاد کا مفہوم دریافت کیا۔ تو انہوں نے کہا۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ سب کفار کو جو اسلام نہیں لاتے قتل کر دیا جائے میں نے اس کا رد کیا۔ اور جہاد کی حقیقت قرآن کریم کی آیات سے پیش کی۔ سن کر خوش ہوئے۔

کوتہ راجہ سے پاڈانگ آتے ہوئے راستہ میں دو مقامات پر اترا۔ اور لوگوں میں خوب تبلیغ کی۔ اسی اثنا میں ایک انجمن کے ایک لیڈر سے وفات مسیح اور نبوت کے مسائل پر گفتگو ہوئی۔ وہ سب مسائل مان گیا۔ ایک اشتہار چار صفحہ کا شائع کیا گیا۔ جس کی غرض یہ تھی کہ جن علماء نے جاوا کے مباحثہ کے لئے آنا تھا۔ وہ مقررہ تاریخ کو نہیں آئے۔ ہمارے اور ان کے درمیان جو خط و کتابت ہوئی۔ اس کا خلاصہ درج کیا گیا۔ ٹریکٹ اور اشتہارات بھی تقسیم ہوئے۔

جماعت احمدیہ پاڈانگ کا دار التبلیغ بدل دیا گیا۔ موجودہ مکان زیادہ موزوں ہے۔ احمدیہ مشین پریس کے چلانے کے لئے ابھی ٹائپ نہیں خرید اگیا۔ ایک آدمی اسے کرایہ پر لینا چاہتا ہے۔ دوستوں نے مشورہ کر کے شرائط پیش کر دیئے ہیں۔ ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا۔

ایک بہت مخلص دوست انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ان کا جنازہ پڑھنے والے صرف ایک احمدی بھائی تھے۔ اس لئے جنازہ غائب پڑھا جائے۔

دھاریوال میں عیسائیوں سے مناظرہ

مولوی محمد نذیر صاحب مولوی فاضل لکھتے ہیں۔ کہ ۲۱، ۲۲ اپریل ۱۹۳۴ء کو عیسائیوں سے دھاریوال میں پادری میلارام صاحب اور مولوی جلال الدین صاحب شمس کے مابین چار مناظرے ہوئے۔ عیسائی مناظر کو شکست فاش نصیب ہوئی۔ ہماری کامیابی کا غیر احمدی اصحاب نے بھی اعتراف کیا۔ اور اتحاد عمل کا ثبوت دیا۔ ٹھیکیدار محمد عبد اللہ صاحب احمدی اور منشی محمد الدین صاحب احمدی نے تمام احمدی احباب کے قیام و طعام کا انتظام کیا۔ جس کے لئے وہ شکریہ کے مستحق ہیں۔

ملن میں جماعت احمدیہ کا جلسہ

احمد علی صاحب ملن ضلع فیروزپور سے لکھتے ہیں۔ اواخر مارچ میں یہاں جلسہ کیا گیا۔ جس میں مولوی محمد سلیم صاحب۔ مولوی محمد شریف صاحب اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے تقریریں کیں۔ سکھ اصحاب خصوصیت سے شامل ہوتے رہے۔ اور اچھا اثر لے کر گئے۔ غیر احمدیوں نے بہت کوشش کی۔ کہ لوگ جلسہ میں نہ آئیں۔ مگر ناکام رہے۔

لائل پور میں تبلیغ احمدیت

سکرٹری تبلیغ لائل پور لکھتے ہیں۔ کہ ۱۴ اپریل کو خواجہ غلام حسن صاحب وکیل کے مکان پر مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے ایک غیر احمدی مولوی سے تین گھنٹے مناظرہ کیا جس کا تعلیم یافتہ طبقہ پر اچھا اثر ہوا۔ مولوی صاحب نے مسجد احمدیہ میں حقیقت نبوت پر ایک تقریر کی۔ ایک مولوی صاحب نے چند اعتراض کئے۔ جن کے جوابات دیئے گئے ۱۸۔ کو ریلوے شیڈ میں جلسہ کیا گیا۔ جس میں شیخ مبارک احمد صاحب نے زندہ مذہب پر تقریر کی۔ اور مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے بھی صداقت مسیح موعود اچھے پیرایہ میں بیان کی۔

برہمن بڑیہ میں تبلیغی جلسہ

عبدالرحمٰن صاحب بی۔ ایل برہمن بڑیہ سے لکھتے ہیں۔ منشی عبدالحق صاحب سوداگر نے اپنے ہاں ایک جلسہ کیا۔ جس میں چیدہ چیدہ ہندو مسلمان شریک ہوئے۔ مولوی نجابت اللہ صاحب صدر تھے۔ اور مولوی عزیز الدین صاحب نے وفات مسیح۔ مولوی سعید احمد صاحب نے صداقت مسیح موعود علیہ السلام اور مولوی ظل الرحمٰن صاحب نے مسئلہ خلافت پر تقریریں کیں۔ جنہیں حاضرین نے امن و سکون کے ساتھ سنا۔

تحریک قرض اور مخلصین جماعت

بارہ ہزار روپیہ کی فوری ضرورت کے لئے جو اعلان کیا گیا تھا۔ اس پر اگرچہ بعض احباب نے رقوم ارسال فرمائی ہیں۔ لیکن کئی ایک نے لکھا ہے۔ کہ وہ ماہ مئی کے عشرۂ اول میں رقوم بھیج سکیں گے اور تاریخ بڑھا دی جائے۔ اس لئے گذارش ہے کہ احباب ۱۰ مئی تک اپنی رقوم ضرور ارسال فرمائیں۔ یہ روپیہ بھی ساٹھ ہزار روپیہ قرض کی تحریک میں محسوب کیا جائے گا۔ اب تھوڑی کسر باقی ہے۔ احباب کو حصول ثواب کی کوشش کرنی چاہیئے۔

(ناظر امور عامہ۔ قادیان)

آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن پر اظہار اعتماد

مسلمانان سوپور اور ہندواڑہ کا تار

سوپور ۔ ۲ مئی۔ مسلمانان سوپور۔ اور ہندواڑہ کی طرف سے حسب ذیل تار بنام الفضل موصول ہوا ہے:-

یہ معاندانہ پراپگنڈا کہ مسلمانان کشمیر بیرونی امداد کے محتاج نہیں ہیں۔ بالکل غلط ہے۔ ہمیں آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن اور اس کے کام پر جو وہ ہمارے نفع کے لئے کر رہی ہے۔ کامل اعتماد ہے۔

مسلمانان کشمیر کی امداد کی ضرورت

ان اطلاعات سے جو کشمیر کے مختلف علاقوں کے مسلمانوں کی طرف سے آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن کے متعلق اظہار اعتماد اور درخواست امداد کے متعلق اخبارات میں شائع ہو رہی ہیں۔ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ برادران کشمیر آئینی امداد کے کس قدر محتاج ہیں چونکہ اس امداد کے لئے اخراجات کی سخت ضرورت ہے۔ اس لئے ہر ایک احمدی کو نہ صرف خود چندہ کشمیر بمقررہ شرح ایک پائی فی روپیہ کے حساب باقاعدہ ادا کرنا چاہیئے۔ بلکہ دوسرے مسلمانوں سے بھی وصول کر کے بھیجنا چاہیئے۔ احباب اس طرف خاص توجہ فرمائیں۔

چند اشیاء کے متعلق اعلان

جلسہ سالانہ لائل پور کے موقعہ پر بعض دوستوں کی کچھ چیزیں یہاں رہ گئی ہیں۔ اس لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ جن کی چیزیں ہوں۔ خاکسار سے منگوالیں۔ چیزیں یہ ہیں۔ ایک گرم سویٹر۔ ایک گرم مفلر۔ ایک خوشبو دار تیل کی شیشی۔ ایک بید کی سوٹی۔

خاکسار محمد یوسف احمدی سکرٹری انصار اللہ۔ لائل پور۔

14

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۳۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ محرم ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"جمعیۃ العلماء" کی گاندھی پرستی

"جمعیۃ العلماء" کی حقیقت

"جمعیۃ العلماء ہند" کا دعوےٰ ہے۔ کہ "وُہ ایک ایسی جماعت ہے جسے اپنے یوم تاسیس سے لے کر آج تک اسلام اور مسلمانوں کی خاطر دُنیا کی تمام طاغوتی توتوں سے جنگ آزما ہونا پڑا ہے"۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ گاندھی پرستی کے شوق میں اس نے اسلام اور مسلمانوں کو ذلیل کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ کون نہیں جانتا۔ کہ کانگرس نے گاندھی جی کی راہ نمائی میں نظام حکومت کو درہم برہم کرنے۔ قوانین ملکی کی خلاف ورزی کرنے۔ اور ملک میں بے امنی و بے چینی پیدا کرنے کے لئے جو طریق بھی اختیار کیا۔ "جمعیۃ العلماء" نے نہ صرف بلا چون وچرا اسے درست تسلیم کر لیا۔ بلکہ یہ ثابت کرنے کی کوشش کی۔ کہ اسلام کی یہی تعلیم ہے۔ اور اسلام نے ایسا ہی کرنا مسلمانوں کے لئے فرض قرار دیا ہے:-

"جمعیۃ العلماء" سے سوال

اگرچہ بارہا پوچھا گیا۔ اور بار بار پوچھا گیا۔ کہ اگر اسلام نے اپنے پیرؤوں کے لئے وہی طریق عمل فرض قرار دیا ہے۔ جو گاندھی جی نے عدم تعاون۔ اور سول نافرمانی کی شکل میں جاری کیا۔ اور نہ صرف یہی۔ بلکہ اس کی تفصیلات بھی وُہی بیان کی ہیں۔ جنہیں گاندھی جی نے نافذ کیا۔ تو "جمعیۃ العلماء" کیوں اس بات کی منتظر رہی۔ کہ گاندھی جی منظوری صادر کریں۔ تب وُہ اسلام کی اس تعلیم پر عمل کرے۔ مگر اس کا کوئی جواب نہ دیا گیا۔ اور نہ ہی یہ بتایا گیا۔ کہ اگر گاندھی جی اپنی مصلحت کے ماتحت اپنی جاری کردہ سول نافرمانی۔ اور عدم تعاون سے دست بردار ہو جائیں۔ تو اس وقت "جمعیۃ العلماء" کیا کریگی آیا خود بیان کردہ اسلامی تعلیم پر عمل جاری رکھے گی۔ یا گاندھی جی کی مرضی کو اسلام پر مقدم کر کے اسے ترک کر دے گی۔ لیکن عملی طور پر "جمعیۃ العلماء" نے ثابت کر دیا۔ کہ اس کے نزدیک عدم تعاون۔ اور سول نافرمانی کے متعلق اسلام کی تعلیم اسی وقت تک قابل عمل ہے جب تک گاندھی جی اسے جاری رکھیں۔ اور جُوں جُوں وُہ اسے ترک کرتے جائیں۔ "جمعیۃ العلماء" کے لئے بھی ضروری ہے۔ کہ اس سے دستبردار ہوتی جائے۔ چنانچہ "جمعیۃ العلماء" نے اس بات کی ذرا بھر بھی پروا نہ کرتے ہوئے کہ اس کے اس طریق عمل سے اسلام کی کس قدر ہتک ہوتی ہے ہر موقعہ پر گاندھی جی کے ارشادات کی تعمیل کرنا۔ اور مسلمانوں سے تعمیل کرانا اپنا فرض سمجھا:-

"جمعیۃ العلماء" اور قانون نمک سازی

مثلاً جب گاندھی جی نے قانون نمک کی خلاف ورزی کرنے کے لئے نمک سازی کی مہم شروع کی۔ تو "جمعیۃ العلماء" نے یہ اعلان کر دیا۔ کہ اسلام میں یہ حکم پہلے سے موجود ہے۔ کہ نمک پر کسی قسم کی پابندی عاید کرنا یا اس پر کوئی محصول لگانا کسی حکومت کے لئے قطعاً جائز نہیں۔ اور جو حکومت ایسا کرے اسکے اس قانون کی خلاف ورزی کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے اس طرح قانون نمک کی خلاف ورزی کو مسلمانوں کے لئے فرض قرار دیا گیا۔ اور کوشش کی گئی کہ مسلمان اس فرض کو دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ سرگرمی کے ساتھ سر انجام دیں۔ لیکن جب گاندھی جی کو اس بارے میں سخت ناکامی کا مونہہ دیکھنا پڑا۔ اور وُہ اپنے اس اعلان کو فراموش کر کے کہ یا تو میری لاش سمندر میں تیرتی ہوئی نظر آئے گی۔ یا میں قانون نمک کو بے اثر بنا کر چھوڑونگا۔ نمک سازی کو ترک کر بیٹھے۔ تو "جمعیۃ العلماء" نے بھی اسے طاق نسیان پر رکھ دیا:-

بدیشی کپڑے کے خلاف پکٹنگ

اسی طرح جب کانگرس نے گاندھی جی کے حکم کے ماتحت بدیشی کپڑے کی دوکانوں پر پکٹنگ جاری کیا۔ تو "جمعیۃ العلماء" نے یہ فتوےٰ دے دیا۔ کہ اسلام نے بدیشی کپڑے کو ناپاک قرار دیا ہے۔ پس کوئی مسلمان نہ خود پہنے۔ اور نہ کسی اور کو پہننے دے۔ اس کے لئے بدیشی کپڑے کی دوکانوں پر پہرے بٹھا دیئے جائیں۔ اور اگر حکومت اس وجہ سے گرفتار کر کے جیلخانوں میں ڈال دے۔ تو اسے سعادتِ دارین سمجھا جائے۔ کہ اسلام کے کسی حکم کی تعمیل کرتے ہوئے مصائب و تکالیف اٹھانا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ لیکن جب کانگرس نے یہ پکٹنگ بند کر دیا۔ تو "جمعیۃ العلماء" بھی اس سے دست بردار ہو گئی۔ اور۔ اس وقت اس کے نزدیک اسلام کے اس حکم پر عمل کرنے کی ضرورت باقی نہ رہی:-

شراب کی دوکانوں پر پکٹنگ

اسی طرح کانگرس نے جب شراب کی دوکانوں پر پکٹنگ شروع کی۔ تو "جمعیۃ العلماء" کو بھی یاد آ گیا۔ کہ یہ کام تو دراصل مسلمانوں کے کرنے کا ہے۔ کیونکہ اسلام نے ہی شراب نوشی کو رجس من عمل الشیطٰن قرار دیا۔ اور اس سے روکا ہے۔ چنانچہ "جمعیۃ العلماء" نے اپنی سرگرمی میں بڑے زور شور کے ساتھ یہ مہم شروع کر دی۔ اس سلسلہ میں گرفتار ہونے والوں کو مجاہدین اسلام قرار دیا گیا۔ ان کی تعریفوں کے پل باندھے گئے۔ لیکن جب کانگرس نے اس کام کو چھوڑ دیا۔ تو "جمعیۃ العلماء" نے بھی اسے پرے پھینک دیا:-

سول نافرمانی کی پُرزور حمایت

غرض گاندھی جی نے جو کچھ بھی کہا۔ "جمعیۃ العلماء" نے نہ صرف اس پر آمنا و صدقنا کہا۔ بلکہ اسے اسلام کے عین مطابق۔ اور نہایت ضروری اسلامی تعلیم بتایا۔ اور اس پر عمل کرنا مسلمانوں کے لئے ضروری قرار دیا۔ تفصیلات سے قطع نظر۔ سول نافرمانی کو نہایت اہم اور ضروری قرار دینے پر جس قدر زور دیا۔ وُہ سب کو معلوم ہے۔ حتیٰ کہ جب سول نافرمانی کے شیدائی اس میں ناکامی و نامرادی پا کر اس کے خلاف آواز بلند کرنے لگے۔ اور یہ سوال پیدا ہو گیا۔ کہ اسے ترک کر دیا جائے۔ تو "جمعیۃ العلماء" کے آرگن "الجمعیۃ" (۵ جولائی ۱۹۳۳ء) نے بڑے زور شور کے ساتھ اس کی مخالفت کرتے ہوئے لکھا:-

"کانگرس کی پالسی میں تبدیلی تو صرف اسی طرح ہو سکتی ہے۔ کہ ملکی حقوق کے متعلق حکومت بھی اپنے آئندہ رویہ میں تبدیلی کا وعدہ کرے۔ اور اپنی نیک نیتی کا ثبوت پیش کر کے اہل ملک کو آخری اور انتہائی ذرائع استعمال کرنے سے روکے سول نافرمانی ہمیشہ مایوسی کی حالت میں کی جاتی ہے۔ اگر امید باقی ہو۔ تو پھر سول نافرمانی کیوں کی جائے۔ اس لئے کانگرس پر جو آئینی پابندیاں عائد ہیں۔ ان کو اٹھا لینے کے بعد دوسری چیز یہ ہو گی۔ کہ حکومت ملکی حقوق کے متعلق بھی کانگرس کو ایک نہ ایک حد تک مطمئن کرے۔ اور ملک میں اپنی طرف سے اعتماد پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ . . . . جب تک تشدد کی یہی حالت جاری رہے گی جو اس وقت ہے۔ اور باشندگان ملک کے ابتدائی حقوق کو بھی اسی طرح پامال کیا جاتا رہے گا۔ اس وقت تک تو یہ امر ناممکن ہے۔ کہ گاندھی جی یا کوئی دوسرا کانگرسی لیڈر ہر قسم کے جارحانہ اور مدافعانہ اقدام (سول نافرمانی) کو روک دینے کا قطعی مشورہ دیدے":-

"جمعیۃ العلماء" کی توقع کے خلاف فیصلہ

لیکن "جمعیۃ العلماء" کو کیا معلوم تھا۔ کہ جس گاندھی کی خاطر اس نے اسلام کو بازیچۂ اطفال بنا رکھا ہے۔ اور جس کے احکام کی تعمیل میں اس نے مسلمانوں کو مصائب و آلام میں مبتلا کرنے سے دریغ نہیں کیا۔ وُہ اس کی کسی بات کو پرکاہ جتنی بھی وقعت دینے کے لئے تیار نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چنانچہ گاندھی جی نے "الجمعیۃ" کی توقع کے بالکل خلاف اجتماعی سول نافرمانی سے دست برداری کا اعلان کر دیا۔ اور "الجمعیۃ" کو تسلیم کرنا پڑا۔ کہ "اجتماعی سول نافرمانی کے پروگرام کو جس پر تقریباً ڈیڑھ سال سے عمل ہو رہا تھا۔ اور جس کے مطابق ہزارہا ہندوستانی جیلوں میں آ گئے تھے۔ واپس لے لیا"۔

گاندھی جی کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیا

اس پر چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ "جمعیۃ العلماء" ان وجوہات کی بناء پر جو اس کے آرگن نے سول نافرمانی کو جاری رکھنے کے متعلق پیش کی تھیں۔ اور جن کی بناء پر اس نے یہاں تک لکھدیا تھا کہ "کانگرس کی پالسی میں تبدیلی صرف اسی طرح ہو سکتی ہے۔ کہ ملکی حقوق کے متعلق حکومت بھی اپنے آئندہ رویہ میں تبدیلی کا وعدہ کرے"۔ گاندھی جی کے اس اعلان کی سخت مخالفت کرتی۔ جو انہوں نے اجتماعی سول نافرمانی ترک کر دینے کے متعلق کیا تھا۔ اور ان پر واضح کر دیتی۔ کہ "سول نافرمانی سے دست بردار ہونے کی سوائے اس کے کوئی صورت نہیں ہے۔ کہ حکومت ملکی حقوق کے متعلق اپنے آئندہ رویہ میں تبدیلی کا وعدہ کرے۔ چونکہ حکومت نے ایسا نہیں کیا۔ اس لئے سول نافرمانی بھی ترک نہیں کی جا سکتی"۔ لیکن "جمعیۃ العلماء" کی رگ رگ میں گاندھی پرستی کے جو جراثیم داخل ہو چکے ہیں۔ ان کی وجہ سے ایک لفظ بھی گاندھی جی کے خلاف کہنا نہ کہنا۔ خلاف کہنا تو الگ رہا۔ نہایت ہی مخلصانہ طور پر ان کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے مراد آباد میں جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس میں اجتماعی سول نافرمانی سے دست برداری کا اعلان کر دیا۔ اور "الجمعیۃ" (۴ ر اگست ۱۹۳۳ء) نے بھی لکھدیا:-

"جہاں تک سول نافرمانی کے گزشتہ پروگرام کو جس پر ڈیڑھ سال سے عمل ہو رہا تھا۔ ملتوی کر دینے کا تعلق ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ مجلس عاملہ کا یہ فیصلہ مقتضیات احوال و ضروریات قومی کے عین مطابق ہے۔ اور مجلس نے اس معاملہ میں نہایت دُور اندیشی اور فہم و تدبر سے کام لیا ہے۔ اور اپنی آزاد روی اور نعمق نظر کا پورا ثبوت بہم پہنچایا ہے"۔

کُجا تو یہ کہ سول نافرمانی ترک کرنے کا حصر ملکی حقوق کے متعلق حکومت کے رویہ کی تبدیلی پر کیا جا رہا تھا۔ کانگرس پر جو پابندیاں عائد ہیں۔ ان کو اٹھا لینے اور کانگرس کو مطمئن کرنے پر کیا جا رہا تھا۔ اور اس کے بغیر اس کا ترک کرنا ناممکن امر بتایا جا رہا تھا۔ اور کجا یہ کہ جب گاندھی جی نے سول نافرمانی کی اجتماعی شکل کو ترک کرنے کا اعلان کیا۔ تو "جمعیۃ العلماء" کو اپنے خیالات کی غلطی اور گاندھی جی کے فیصلہ کی معقولیت کے متعلق پورا پورا اطمینان قلب حاصل ہو گیا۔ اور یہ فیصلہ "مقتضیات احوال و ضروریات قومی کے عین مطابق" نظر آنے لگ گیا۔ اس سے بڑھ کر "جمعیۃ العلماء" کی گاندھی پرستی کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔

کونسلوں میں داخلہ کا اعلان

اب جبکہ گاندھی جی نے انفرادی سول نافرمانی ترک کرنے اور کونسلوں میں داخل ہونے کا اعلان کیا۔ تو "جمعیۃ العلماء" کو اپنی عقیدت کے اظہار کا ایک اور موقعہ مل گیا۔ کانگرس تو ابھی تک گاندھی جی کے ہاتھ میں کٹھ پتلی ہونے کے باوجود اس فیصلہ پر مہرِ تصدیق ثبت نہیں کر سکی۔ لیکن "جمعیۃ العلماء" کی گاندھی پرستی اس قدر جوش میں آئی۔ کہ اس نے ۱۹ر اپریل کو نگینہ میں اپنا غیر معمولی اجلاس منعقد کر کے انہی الفاظ میں ایک قرارداد پاس کر دی ہے۔ جو گاندھی جی نے کونسلوں میں داخلہ کے متعلق شائع کئے ہیں۔ چنانچہ قرارداد یہ ہے:-

"مجلس عاملہ جمعیۃ العلماء ہند کا یہ جلسہ اپنے اس اذعان و یقین کا مکرر اعلان کرتا ہے۔ کہ موجودہ کونسلوں اور اسمبلی سے وطن کے لئے مفاد آزادی حاصل کرنے کا کام کوئی قابلِ وثوق طریقہ نہیں ہے۔ تاہم جو لوگ کہ خدمتِ وطن کے مقصد رفیع کو نصب العین بنا کر یہ راستہ اختیار کریں۔ تو ملک کو تعطل و جمود کی حالت سے نکالنے اور قوائے عملیہ کے احیاء کی خاطر یہ جلسہ ان کے اس اقدام کی تائید کرتا ہے"۔ (الجمعیۃ ۲۴ر اپریل)

اگرچہ اس قرارداد کا ایک ایک لفظ بتا رہا ہے۔ کہ یہ محض گاندھی جی کی خاطر اور ان کے اعلان کے احترام کے لئے منظور کی گئی ہے۔ لیکن "جمعیۃ العلماء" کا آرگن "الجمعیۃ" (۹ر اپریل) اس امر کو زیادہ واضح طور پر ان الفاظ میں پیش کر چکا ہے۔ کہ

"کونسلوں کے غیر مفید اور ناکارہ ہونے کے متعلق گاندھی جی سے زیادہ راسخ العقیدہ اور کون ہو سکتا ہے۔ جب خود گاندھی جی کا خیال یہ ہے۔ کہ ان کانگرسیوں کو جو سول نافرمانی کے موجودہ پروگرام پر عمل نہیں کر سکتے۔ کونسلوں میں جا کر تعمیری پروگرام اور قومی مطالبات پر زور دینا چاہیئے۔ تو پھر گاندھی جی سے بڑھ کر مخالفت تبدیلی اور کون ہو گا۔ جو دہلی کے فیصلہ کو چیلنج کر سکے گا"۔

گویا "جمعیۃ العلماء" کے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ گاندھی جی کے فیصلہ کی حرف بحرف تائید کرے۔ ورنہ گاندھی پرستوں کی فہرست سے اس کا نام کٹ جاتا۔ اسی امر کو مدِنظر رکھتے ہوئے اس نے وہ قرارداد پاس کی۔ جو اوپر درج کی گئی ہے۔

ایک اہم سوال

اگر یہ گاندھی پرستی کا کھلا کھلا ثبوت نہیں۔ تو بتایا جائے "جمعیۃ العلماء" نے کونسلوں میں داخلہ کے جواز کا فتوےٰ گاندھی جی کے اعلان سے قبل کیوں نہ نافذ کیا۔ اور وہ کیوں اس بات کی منتظر رہی۔ کہ گاندھی جی جب فیصلہ کریں۔ تب وہ بھی زبان کھولے۔ اور ان کے الفاظ کو دوہرا دے۔ گاندھی جی تو آج کل سیاسیات سے علیحدگی اختیار کر کے اچھوتوں کو مسلمانوں کے خلاف منظم کرنے میں مصروف ہیں۔ ادھر "جمعیۃ العلماء" کو دعوےٰ ہے۔ کہ "جمعیۃ کے کاموں میں سب سے اہم کام آزادی ہند کی سرگرم جدوجہد کا کام ہے"۔ پھر اس کی سرگرم جدوجہد میں عضوِ معطل گاندھی جی کیوں حائل ہے۔ اور وہ کیوں انہیں کے مونہہ کی طرف دیکھتی رہی۔ آخر جب گاندھی جی نے کونسلوں میں داخلہ کی اجازت دے دی۔ تو "جمعیۃ العلماء" کے نفسِ ناطقہ "الجمعیۃ" پر بھی یہ انکشاف ہو گیا۔ کہ "ہمیشہ کونسلوں کا بائیکاٹ یا دستوری طریقوں کا ترک ایسے ہی مواقع پر کامیاب ہوا ہے۔ جبکہ ملک کے اندر کوئی دوسرا عملی پروگرام موجود ہوا ہے۔ اور لوگ اس قدر کثرت کے ساتھ اس پر عمل پیرا ہوئے ہیں۔ کہ تمام تر سیاسی سرگرمیاں کونسلوں اور اسمبلی سے ہٹ کر عوام الناس کی کشمکش میں منتقل ہو گئی ہیں۔ جو حالات اس وقت ہیں۔ ان حالات میں ہر طبقہ کے لئے کونسلوں سے مجتنب رہنا قطعاً ناممکن ہے"۔

گاندھی پرستی کی بدترین مثال

اس سے ظاہر ہے۔ کہ "جمعیۃ العلماء" کی عقل اور دماغ پر بیٹھنے تو فکر اور قوتِ فیصلہ پر گاندھی پرستی نے پورا پورا تصرف کر رکھا ہے۔ کوئی بات اس وقت تک اس کی سمجھ میں آ ہی نہیں سکتی جب تک وہ گاندھی جی کے مونہہ سے نہ نکلے۔ کوئی بات وہ اس وقت تک سوچ ہی نہیں سکتی جب تک گاندھی جی اس کا اعلان نہ کر دیں۔ اور کسی فیصلہ پر وہ پہونچ ہی نہیں سکتی۔ جب تک اس کے متعلق گاندھی جی اپنا فیصلہ نافذ نہ فرما دیں۔ جب گاندھی جی کوئی بات کہہ دیں۔ تو خواہ وہ "جمعیۃ العلماء" کے عمل و عقیدہ کے کتنی ہی مخالف ہو۔ خواہ ایک ہی محفل میں وہ اس کے خلاف دلائل کے طومار پیش کر چکی ہو۔ اسے ہر پہلو سے مضر اور نقصان رساں بتا چکی ہو۔ اسے ناممکن اور محال امر قرار دے چکی ہو۔ اس کے لئے وحیٔ آسمانی کا درجہ رکھتی ہے۔ اسے حرف بحرف قبول کر لینا اپنا فرض سمجھتی ہے۔ اس کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف ہو جاتی ہے۔ اور اس کے حق میں دلائل پیش کرنا شروع کر دیتی ہے۔ اس سے بدترین مثال گاندھی پرستی کی اور کیا ہو سکتی ہے۔ ہندوؤں میں ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو گاندھی جی کی اوٹ پٹانگ باتوں کے خلاف آواز بلند کر سکتے ہیں۔ اور کرتے رہتے ہیں۔ انہیں اوٹ پٹانگ کا موزوں خطاب دیتے ہیں۔ ان کے اعلانات کو بچوں کا کھیل سمجھتے ہیں۔ اور بھی بہت کچھ کہتے ہیں۔ لیکن "جمعیۃ العلماء" میں کوئی ایک بھی شخص ایسا نہیں۔ جو ایک لفظ بھی گاندھی جی کے کسی قول کے خلاف کہنے کی جرأت رکھتا ہو۔ اور جس کی یہ کوشش نہ ہو۔ کہ اس کا ایک ایک لمحہ گاندھی جی کی رضا جوئی میں صرف ہو۔ ان حالات میں "جمعیۃ العلماء" کی گاندھی پرستی میں کیا شبہ باقی رہ جاتا ہے۔ اور جو لوگ اس حالت کو پہونچ چکے ہوں۔ ان کے ہر قول و فعل کا نتیجہ سوائے اسلام کی بدنامی اور مسلمانوں کی تباہی کے اور کیا نکل سکتا ہے۔ خدا تعالےٰ ان کے شر سے مسلمانوں کو بچائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت میں خدا کے بڑے زور آور حملے

اخبار "النجم" کے لایعنی اعتراضات کے جواب

۱۵ر جنوری ۱۹۳۴ء کو علاقہ بہار میں جو قیامت خیز زلزلہ آیا۔ اس کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زلزلہ کے متعلق پیشگوئی ایسے صاف طور پر پوری ہو چکی ہے۔ کہ اس پر معقول رنگ میں کسی اعتراض کی قطعاً گنجائش باقی نہیں رہی اور ممکن نہیں۔ کہ کوئی شخص دیانت و امانت اور عقل و خرد سے کام لیتا ہوا اس پیشگوئی کی صداقت کو مشتبہ کرنے کی کوشش کر سکے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ بعض متعصب اور معاندانہ اخبارات نے یہ محسوس کر کے کہ اس پیشگوئی سے سعید الفطرت لوگوں کا متاثر ہونا لازمی ہے۔ ان کے رستہ میں روک اٹ حائل کرنے کی کوشش کی اور چند اوٹ پٹانگ اعتراضات کر دیئے۔ لیکن جب ان کے مدلل جوابات پیش کئے گئے۔ تو ان اخبارات کا ناطقہ بند ہو گیا ایسے معترضین میں بجنور کا اخبار "مدینہ" پیش پیش تھا۔ لیکن جب اس کے غلط استدلال کی قلعی کھولی گئی۔ تو اسے اعلان کرنا پڑا۔ کہ وہ اس بحث کو بند کرتا ہے

اخبار النجم کا مضمون

حال میں لکھنؤ کے اخبار "النجم" (۲۳ر مارچ) نے "مرزاجی کے دعوئے نبوت کی وجہ سے خدا کے بڑے زور آور حملے" کے عنوان سے ایک نہایت مضحکہ خیز مضمون شائع کیا ہے۔ جس میں تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس زلزلہ کی جو تفاصیل اپنی پیشگوئی میں بیان فرمائی تھیں۔ وہ تمام کی تمام پوری ہو چکی ہیں۔ اور ۱۵ر جنوری کا زلزلہ بالکل اسی رنگ میں آیا جس میں اس کا آنا آپ نے بیان فرمایا تھا۔ چنانچہ لکھا ہے:۔ "آہ وہ ۱۵ر جنوری کا قیامت خیز زلزلہ بستیوں کو تباہ اور آبادیوں کو ویران کر دینے والا زلزلہ آیا۔ سنے اور ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اور ہم سے بہت سے ہیں۔ جو آج تک اس کے اثر سے تباہ و بے خانماں ہو رہے ہیں۔ پر آہ کیا آپ نے ایک منٹ کے لئے بھی غور کیا۔ کہ یہ ہلاکت اور تباہی پے بہ پے دنیا میں کیوں آ رہی اور کیوں خدا کا غضب بھڑکا ہوا ہے۔ اور یہ کسی ملک اور کسی جگہ کے لئے محدود نہیں۔ بلکہ ساری دنیا پر حاوی ہے۔ پہلے ہم اخباروں اور رسالوں میں پڑھتے آئے۔ کہ ساں فرانسسکو فارموسا اور چلی میں زلزلے آئے۔ دہرتک اور بنگال کا اکثر حصہ غرقاب ہو گیا۔ اور ہم غفلت کے لحافوں میں سوئے رہے۔ بالآخر وہ وقت آ گیا۔ کہ نوح کا قصہ اور لوط کی سرزمین کا واقعہ ہم نے بچشم خود دیکھ لیا"۔

پیشگوئی کے پورا ہونے کا اعتراف

"النجم" کے مضمون نگار نے قلم تو اس لئے اٹھایا تھا۔ کہ ۱۵ر جنوری ۱۹۳۴ء کے زلزلہ کو "مرزاجی کے دعوئے نبوت کی وجہ سے خدا کے بڑے زور آور حملے" ثابت کرے۔ لیکن قدرت الٰہی نے اس کے قلم سے ایسے الفاظ لکھوائے۔ جن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کی حرف بحرف صداقت ثابت ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہندوستان میں تباہ کن زلزلے آنے کی خبر دیتے ہوئے فرمایا تھا "میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آ جائیگا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لو گے" مضمون نگار لکھتا ہے:۔ "بالآخر وہ وقت آ گیا۔ کہ نوح کا قصہ اور لوط کی سرزمین کا واقعہ ہم نے بچشم خود دیکھ لیا۔" گویا اس نے صاف الفاظ میں اقرار کر لیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالےٰ کی وحی کے ذریعہ آج سے کئی سال قبل جو خبر دی تھی۔ وہ حرف بحرف پوری ہوگئی

النجم کا اعتراض

اس اعتراف کے بعد آپ کی صداقت پر اعتراض کرنا کسی ایسے ہی انسان کا کام ہو سکتا ہے۔ جو اپنی عقل و سمجھ کو ضد و تعصب کے حوالے کر چکا ہو۔ اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ نامہ نگار "النجم" نے یہ تسلیم کرتے ہوئے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس قسم کے ایک قیامت خیز زلزلہ کی قبل از وقت خبر دی تھی۔ جو ۱۵ر جنوری کو آیا۔ اور یہ مانتے ہوئے کہ وہ تمام واقعات پورے ہو چکے جنکا اس زلزلہ کے سلسلہ میں وقوع پذیر ہونا آپ نے بیان فرمایا تھا نیز یہ کہ یہ زلزلہ فی الواقع عذاب الٰہی تھا۔ جو کچھ لکھا ہے۔ اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ بے جا ضد نے اس کی عقل و سمجھ پر پردہ ڈال دیا۔ چنانچہ "النجم" لکھتا ہے "میرے مکرم ناظرین! میں آپ کو آگاہ کرتا ہوں۔ کہ وہ خدا جو اپنے بندوں پر حد درجہ مہربان ہے۔ یوں عذاب نازل نہیں کرتا۔ وہ رحیم و کریم خدا بے وجہ غضب نہیں فرماتا۔ بلکہ جب لوگ اللہ تعالیٰ پر افترا کرتے۔ اور اہل کو جھٹلاتے ہیں۔ اس وقت خداوند عالم شان انتقام سے جلوہ فرما ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ فلما اٰسفونا انتقمنا منھم۔ جب لوگوں نے ظلم کیا۔ تو ہم نے ان سے انتقام لیا اور ان لوگوں کے ظلم اور پیغمبر آخر زماں کے بعد ادعا نبوت وغیرہ کے سبب ہلاک فرمایا ہے۔ وتلک القریٰ اھلکنٰھم لما ظلموا اور ان بستیوں کو ہم نے ہلاک کیا جبکہ ان لوگوں نے ظلم کیا۔ مثلاً ایک نے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا۔ اور لوگوں نے اس جھوٹے کی تصدیق کی۔ آج سے قریباً ۴۰ برس قبل قادیان کی بستی میں مرزا غلام احمد نے جھوٹا دعوئے نبوت کیا۔ علماء کرام نے ان کو دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے اس خیال خام پر متنبہ کیا۔ اور آیت کریمہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وحدیث لا نبی بعدی وغیرہ سے راہ راست پر لانا چاہا۔ مگر مرزا صاحب اپنی بات پر اڑے رہے۔ اور ان سب کو پس پشت ڈال دیا۔ اور ومن اظلم ممن ذکر بآیات ربہ فاعرض عنھا کے مصداق بنے۔ یہاں تک کہ خود انہی کے اعلان کے مطابق اللہ نے زلزلوں سے تنبیہ فرمائی یعنی اگر ان لغویات سے باز نہ آؤ گے۔ تو بڑے بڑے زلزلے آئیں گے۔ یہاں تک کہ زمین زیر و زبر ہو جائے گی"

گویا "النجم" کے نزدیک ۱۵ر جنوری کے زلزلہ کی شکل میں آنیوالے عذاب کی وجہ یہ ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے دعوئے نبوت کیا۔ اور اس پر مصر رہے۔ آپ کے اس اصرار کو دیکھ کر خدا تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ وحی خبر دی۔ کہ اگر تم باز نہ آئے۔ تو بڑے بڑے زلزلے آئیں گے۔ یہاں تک کہ زمین زیر و زبر ہو جائے گی۔ ناظرین کرام! یہ ہے خلاصہ اس اعتراض کا جو "حجۃ الاسلام حضرت امام اہلسنت" کے ظل عاطفت میں لکھنؤ سے شائع ہونیوالے اخبار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کیا ہے۔

"النجم" کے اعتراض کا جواب

کیا ہی عجیب بات ہے۔ کہ "امام اہلسنت" کے ظل عاطفت میں شائع ہونے والا اخبار یہ تو تسلیم کرتا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے زلزلہ کے متعلق جو پیشگوئی کی تھی۔ وہ ۱۵ر جنوری کے زلزلہ کے ذریعہ حرف بحرف پوری ہو گئی وہ اس زلزلہ کو عذاب الٰہی بھی مانتا ہے۔ اور اس سے بھی اسے انکار نہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب کو اللہ تعالےٰ نے اس کی خبر دی تھی لیکن باوجود اس کے عقل و دانش کا یہ لاثانی پتلا اور فہم و فراست کا حیرت انگیز مجسمہ یہ کہہ رہا ہے۔ کہ ۱۵ر جنوری کا زلزلہ اس لئے آیا۔ کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ جو غضب الٰہی کو بھڑکانے کا باعث ہوا لیکن کیا "النجم" اپنے "حضرت امام اہلسنت و حجۃ الاسلام" سے دریافت کر کے بتا سکتا ہے۔ کہ اگر ۱۵ر جنوری کا زلزلہ جس کی خبر حضرت مرزا صاحب کو اللہ تعالیٰ نے پہلے سے دی ہوئی تھی۔ اس لئے عذاب کی شکل میں آیا۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ تو قوم نوح۔ قوم عاد۔ قوم لوط اور قوم ثمود پر جو عذاب آئے۔ ان کا باعث کیا تھا۔ اور کیا ان انبیاء کے منکر انکے وقت آنیوالے عذابوں کے متعلق یہ نہیں کہہ سکتے تھے۔ کہ انکی وجہ ان انبیاء کے دعوے ہیں۔ اگر نہیں تو کیوں۔ اگر حضرت مرزا صاحب کے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر قبل از وقت زلزلہ کی خبر دینے پر اس زلزلہ کا باعث آپکا دعویٰ قرار دیا جا سکتا ہے۔ تو ان انبیاء کی پیشگوئیوں کے مطابق انکی اقوام پر جو عذاب آئے۔ ان کی علت ان کے دعاوی کیوں نہیں ہو سکتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا یہ عجیب بات نہیں۔ کہ قوم نوح پر اگر حضرت نوح علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق عذاب آئے۔ تو اس کی وجہ یہ ہو۔ کہ لوگوں نے آپ کی تکذیب کر کے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو بھڑکا دیا۔ لیکن جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق عذاب آئے۔ اور آپ کے یہ اعلان کر دینے کے بعد آئے۔ کہ اللہ تعالیٰ ایسے "زور آور حملوں سے میری صداقت کو دنیا پر ظاہر کرے گا" تو "النجم" یہ کہے۔ کہ چونکہ مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا۔ اس لئے غضب الٰہی بھڑکا

عذاب میں کون مبتلا ہوئے

پھر صاف بات ہے۔ کہ جو خدا کا غضب بھڑکانے کا موجب ہو۔ اسے سب سے زیادہ اس کا نشانہ بننا چاہیئے لیکن "النجم" کے ادعا کے لحاظ سے یہ عجیب اندھیر ہے۔ کہ بقول اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کر کے غضب الٰہی کو بھڑکانے والے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کو ماننے والے ہوتے ہیں۔ اسی لئے حضرت مسیح موعودؑ کے ماننے والوں کو مخاطب کر کے لکھا گیا ہے۔ کہ اب بھی خواب سے جاگیں۔ ورنہ ان کی اس بد اعتقادی اور گمراہی کے سبب سے صرف ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء ہی کے زلزلہ پر اکتفا نہ ہو گا۔ بلکہ بقول مرزا جی امریکہ اور یورپ کی طرح ایشیا کے مختلف مقامات میں بھی زلزلے آئیں گے لیکن جب عذاب الٰہی آتا ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساری جماعت (سوائے ایک فرد کے) اس عذاب سے بالکل محفوظ و مصئون رہتی ہے۔ مگر ناکردہ گناہ لوگوں کے شہروں کے شہر کھنڈرات کا ڈھیر بن جاتے ہیں۔ ان میں ہزاروں انسان ہلاک ہو جاتے ہیں لاکھوں زندہ درگور ہو جاتے ہیں۔ اور کروڑوں روپیہ کا مالی نقصان انہیں پہونچ جاتا ہے۔ اے عقل کے اندھو اتنا تو سوچو کہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کی انتقامی کاروائیاں ایسی ہی اندھا دھند ہوتی ہیں۔ ہرگز نہیں۔ پھر اس عذاب کا موجب حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت کیونکر ہو سکتا ہے۔

خدا پر ظلم عظیم کا الزام

پھر اتنا تو سوچو۔ کہ جس انسان کا دعویٰ خدا تعالیٰ کے غضب کو بھڑکانے والا ہو۔ جو دنیا کو گمراہ اور بے دین بنانے کے لئے کھڑا ہو۔ جو نبی نہ ہو۔ اور دعویٰ نبوت کرے۔ اسی پر خدا تعالیٰ اپنی وحی نازل کیا کرتا اور عذاب آنے کی خبر اسی کو دیا کرتا ہے۔ اور پھر اس خبر کو پورا کرنے کے لئے ان لوگوں کو نشانہ عذاب بنایا کرتا ہے۔ جو مدعی نبوت کو "دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے اس خام خیالی پر متنبہ کریں" اور آیت کریمہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وحدیث لا نبی بعدی وغیرہ سے راہ راست پر لانا چاہیں۔ اگر ایسا شخص خدا تعالیٰ کی وحی پانے کے قابل ہو سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ اسے ہمکلامی کا شرف بخشتا ہے۔ اور اس پر نازل کردہ وحی کو حرف بحرف پورا کرتا ہے۔ اس کے بالمقابل سیدھے رستہ پر چلنے والوں کو صحیح عقائد رکھنے والوں اور قرآن و حدیث پر عمل کرنے والوں کو تباہی بربادی کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے تو اس سے بڑھ کر ظلم اور کیا ہو سکتا ہے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ کی شان یہ ہے۔ کہ وہ کسی پر ایک ذرہ بھی ظلم نہیں کرتا۔ پس ایک طرف تو یہ کہنا۔ کہ حضرت مرزا صاحب کو خدا تعالیٰ نے دنیا میں عذاب آنے کی قبل از وقت خبریں دیں۔ اور وہ خبریں حرف بحرف پوری ہو گئیں۔ جن کا نشانہ آپ کا انکار کرنے والے بنے۔ اور دوسری طرف یہ کہنا۔ کہ ایسے عذاب آپ کے جھوٹا دعویٰ نبوت کرنے کی وجہ سے آئے۔ خدا تعالیٰ پر ظلم عظیم کا الزام لگانا ہے۔ جس کا ارتکاب نہایت دیدہ دلیری سے "النجم" کے نامہ نگار نے کیا ہے۔

بنائے فاسد علی الفاسد

"النجم" کے مضمون نگار نے اپنے ادعائے باطل کی تائید میں لکھا ہے "ذرا اس پر غور کریں۔ کہ آخر مونگھیر ہی کو اس شدومد سے زلزلہ کا اثر کیوں ہوا۔ سب سے زیادہ مونگھیر ہی کو کیوں نقصان پہونچا۔ سب سے زیادہ مونگھیر ہی میں کیوں تباہی و بربادی ہوئی۔ مونگھیر ہی میں جانوں کا نقصان سب سے زیادہ ہوا۔" پھر خود ہی اس کا سبب بھی بایں الفاظ بیان فرمایا ہے۔ کہ "مونگھیر جو صوبہ بہار میں قادیانی جماعت کا بڑا مرکز تھا۔ اس کی تباہی و بربادی اور وہاں کی زمین دھنسنے سے سبق حاصل کرو۔"

اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب دنیا کا "قادیانی مرکز" صفحہ زمین پر موجود تھا۔ تو صوبہ بہار کے "قادیانی مرکز" پر سب سے زیادہ تباہی کیوں آئی تھی۔ اگر بزعم نامہ نگار النجم اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ تھا۔ کہ دنیا پر حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کی وجہ سے عذاب نازل کرے۔ تو اس کے لئے صوبہ بہار کے قادیانی مرکز کو کیوں منتخب کیا گیا۔ اور وہاں بھی جب کہ شہر کھنڈرات میں تبدیل کر دیا گیا۔ ہزاروں جانیں تلف کر دی گئیں۔ کروڑوں کی جائدادیں کلیتہً تباہ ہو گئیں۔ احمدیوں کا نہایت ہی قلیل نقصان ہوا۔

پھر نامہ نگار النجم نے یہ بے سروپا بات پیش کرتے ہوئے۔ کہ سب سے زیادہ تباہی مونگھیر پر آئی۔ کوئی دلیل پیش نہیں کی۔ اور ظاہر ہے کہ محض اس کے فرما دینے سے کوئی بات واقعہ کی حیثیت اختیار نہیں کر سکتی۔ حکومت کے فراہم کردہ اعداد و شمار سے النجم کے اس دعویٰ کی سراسر تغلیط ہوتی ہے چنانچہ حکومت کی طرف سے صوبہ کی نمائندہ کونسل کے سامنے زلزلہ کی تباہ کاریوں کے متعلق جو بیان دیا گیا ہے۔ اس میں کہا گیا۔ کہ "زلزلہ زدہ علاقوں میں موتی ہاری کو سب سے زیادہ نقصان پہنچا ہے۔ اور اس شہر میں زلزلہ کی نوعیت سب سے زیادہ خوفناک تھی" (اتحاد پٹنہ ۱۸ فروری ۱۹۳۴ء) پس جبکہ بنائے دعویٰ ہی فاسد ہو۔ تو اس پر تعمیر کردہ عمارت بنائے فاسد علی الفاسد سے زیادہ وقیع نہیں ہو سکتی

حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں آنیوالے عذاب

حقیقت یہ ہے۔ کہ جس طرح سابق انبیاء کے زمانوں میں ان کی پیشگوئیوں کے مطابق ان کے منکروں اور ان لوگوں پر جو فسق و فجور میں مبتلا رہے۔ عذاب آتے رہے۔ اسی طرح اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کے ماتحت عذاب آئے۔ اور اس لئے آئے کہ بڑے زور آور حملوں سے آپ کی صداقت ظاہر کی جائے۔ اب وہ لوگ جو یہ تو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ آپ کی پیشگوئیوں کے ماتحت خدا تعالیٰ کے زور آور حملے ہو رہے ہیں۔ مگر آپ کی صداقت کا اعتراف نہیں کرتے۔ ان سے بڑھ کر کون بد قسمت ہو سکتا ہے۔

امتحان کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام بابت سنہ ۱۹۳۴ء

امسال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کے امتحان میں "سراج منیر" "ازالہ اوہام" "چشمہ مسیحی" اور "برکات الدعاء" بطور نصاب مقرر کی گئی ہیں۔ امتحان ۲۵ نومبر ۱۹۳۴ء بروز اتوار لیا جائے گا۔ ہماری جماعت کے احباب کو چاہیئے۔ کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس امتحان میں شامل ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب ایک بیش بہا خزانہ ہیں۔ اور ایک ایسا زبردست ہتھیار۔ جس کے آگے دنیا کا کوئی ہتھیار نہیں ٹھہر سکتا۔

پس احباب خود بھی شامل ہوں۔ اور دوسروں کو بھی اس کی تحریک فرمائیں۔ سکرٹریان تعلیم و تربیت خصوصیت سے اس طرف توجہ فرمائیں۔ شمولیت کی درخواستیں آخر ستمبر تک دفتر ہذا میں پہنچ جانی چاہئیں۔

(ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صداقتِ مسیح موعود علیہ السلام کے چند معیار

پہلا معیار

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمین آمد امام کامگار

کفر و ضلالت کے وقت خلق اللہ کی اصلاح کے لئے مامور آتے رہے ہیں۔ جس زمانہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ہوئی۔ اس کے متعلق خدا تعالےٰ فرماتا ہے ظہر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس لیذیقھم بعض الذی عملوا لعلھم یرجعون۔ یعنے لوگوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے خشکی اور تری میں فساد پھیل گیا ہے۔ تاکہ ان کے کئے کا انہیں مزا چکھائے۔ زمانۂ حال میں بھی دنیا بعینہٖ اس آیت کی مصداق ہو چکی تھی۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے ایک مامور کو مبعوث کیا۔ اور اسے مسیح موعودؑ قرار دیا۔ حدیث میں آتا ہے۔ یوشک ان یاتی علی الناس زمانٌ لا یبقیٰ من الاسلام الا اسمہ ولا یبقیٰ من القرآن الا رسمہ مساجدھم عامرۃٌ وھی خرابٌ من الھدیٰ علماءھم شر من تحت ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود (مشکوٰۃ ص۳۸) کہ مسیح موعودؑ اس وقت آئے گا۔ جب اسلام کا صرف نام اور قرآن کا صرف نقش باقی رہ جائے گا۔ مسجدیں ظاہر میں تو آباد نظر آئیں گی۔ لیکن ہدایت سے بالکل محروم اور ویران۔ اس امت کے علماء ان تمام چیزوں سے بدتر ہوں گے۔ جو آسمان کے نیچے ہیں۔ انہی سے فتنے نکلیں گے۔ اور انہیں میں عود کر جائیں گے

نواب صدیق حسن خان صاحب نے بھی اس حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے اسے موجودہ زمانہ پر چسپاں کیا ہے۔ ایک اور حدیث میں آتا ہے۔ تفترق امتی علی ثلاث وسبعین ملۃ (مشکوٰۃ ص۳۰) کہ میری امت ۷۳ فرقوں میں منقسم ہو جائے گی۔ اور حجج الکرامہ ص۳۵۲ پر لکھا ہے۔ کہ یہ فرقے پورے ہو چکے ہیں۔ بجز ایک فرقہ کے جو خدا اور خدا کے رسول کی پیروی کرنے والا ہوگا۔ تمام کے تمام دوزخ میں جائیں گے۔

غرض زمانہ ببانگ دہل کہہ رہا ہے۔ کہ اس وقت مصلح کی ضرورت ہے۔ اور تمام دنیا میں یہ دعوےٰ حضرت مرزا صاحب نے ہی پیش کیا ہے۔ کہ

لقد ارسلت من رب کریم
رحیم عند طوفان الضلال

یعنے ضلالت اور گمراہی کے طوفان کے زمانہ میں مجھے رحیم کریم خدا نے ہدایت کے لئے بھیجا ہے۔

صاحب بصیرت انسانوں نے خدا کے اس برگزیدہ کا دامن پکڑ لیا۔ لیکن وہ لوگ جو اپنے آپ کو مصلح کا محتاج تو بتاتے ہیں لیکن اپنے خیالی نقشہ کے مطابق آنے والے مصلح کے منتظر ہیں۔ وہ سالہا سال سے اس کا انتظار کر رہے ہیں۔ مگر کوئی ایسا مصلح نہ آیا۔ اور نہ آسکتا ہے حق پسندی اور عاقبت بینی کا تقاضا یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو ہی قبول کیا جائے

دوسرا معیار

مدعی نبوت کی صداقت کا ایک معیار خدا تعالیٰ یہ بیان فرماتا ہے۔ کہ یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم یعنے انبیاء کی پہچان اسی طرح ہو سکتی ہے۔ جس طرح ایک باپ اپنے بیٹے کو پہچانتا ہے بیٹے کو پہچاننے کی دلیل کیا ہوتی ہے؟ یہ کہ اس کی ولادت سے پہلے اس کی ماں عصمت شعار ہو۔ اسی طرح دیکھا جائے۔ کہ مدعی نبوت کی دعوے سے پہلی زندگی کیسی ہے۔ اگر اس کی پہلی زندگی عیوب سے پاک ہو۔ تو یقیناً وہ سچا۔ اور خدا کا مرسل ہوگا۔

سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعویٰ کیا۔ کہ میں خدا کی طرف سے ہوں۔ اور اپنی قوم سے کہا۔ کہ میں دنیا کی راہنمائی اور رہبری کے لئے آیا ہوں لیکن نعوذ باللہ آپ کو پاگل۔ مجنون اور دیوانہ قرار دیا گیا۔ آپ کی سخت سے سخت مخالفت کی گئی۔ اور سر تا پا زور لگایا گیا۔ کہ آپ کو نیست و نابود کر دیا جائے

آپ نے ایک دن کفار مکہ کو ایک پہاڑی کے دامن میں بلایا۔ اور کہا اے لوگو اگر میں کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے ایک لشکر جرار تم پر حملہ کرنے کے لئے کھڑا ہے۔ تو کیا تم میری بات تسلیم کر لو گے۔ انہوں نے جواب دیا۔ ہاں ہم آپ کے قول کی تصدیق کریں گے۔ اس لئے کہ ماجربنا علیک الکذب ہم نے کبھی آپ کو جھوٹ بولتے نہیں پایا۔ اس وقت آپ نے فرمایا۔ کہ میں خدا کی طرف سے نبی ہو کر تمہاری ہدایت کے لئے آیا ہوں۔ لیکن فوراً ابولہب اٹھا۔ اور کہنے لگا۔ تباً لک یا محمدؐ ألھذا جمعتنا۔ اس واقعہ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوے سے قبل زندگی کو آپ کے مخالف بھی بے عیب اور پاک و صاف تسلیم کرتے تھے۔

پھر خدا تعالےٰ نے آپ سے اپنی سابقہ زندگی کے متعلق یہ دعویٰ کرایا۔ کہ فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون (سورۃ یونس) کہ میں نے تم میں جو اپنی عمر گذاری ہے۔ جب اس میں میں نے کسی انسان پر جھوٹ بولنے کی جرأت نہیں کی۔ تو اب یکدم اور یک لخت میں خدا پر کیسے جھوٹ باندھ سکتا ہوں

یہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صداقت کا بہت بڑا معیار ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی پہلی زندگی کے بے عیب ہونے کا ذکر بارہا کیا۔ اور تحدی کے ساتھ کیا۔ اپنی کتاب تذکرۃ الشہادتین کے صفحہ ۶۲ پر تحریر فرماتے ہیں:

"کون تم میں ہے۔ جو میری سوانح زندگی میں نکتہ چینی کر سکتا ہے۔ پس یہ محض خدا کا فضل ہے۔ کہ اس نے مجھے ابتداء سے تقوےٰ پر قائم رکھا"

پس بموجب معیار یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت ثابت ہے

تیسرا معیار

صادق کی پہچان کے متعلق خدا تعالےٰ ایک اور معیار یہ بیان فرماتا ہے۔ ان الذین یفترون علی اللّٰہ الکذب لا یفلحون (نحل ع ۱۵) یعنی جو لوگ خدا تعالےٰ پر افتراء باندھتے ہیں۔ انہیں کبھی کامیابی حاصل نہیں ہوتی۔ وہ اپنے مقصد میں ناکام و نامراد رہتے ہیں۔

اس معیار کے رو سے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھتے ہیں۔ تو باوجود ساری دنیا کی مخالفت کے دن دونی اور رات چوگنی ترقی نظر آتی ہے۔ آپ کو گالیاں دی گئیں۔ آپ پر بے جا حملے کئے گئے۔ آپ کو قتل کی دھمکیاں دی گئیں آپ کے برخلاف مقدمات دائر کئے گئے۔ اور آپ کے قتل کی سازشیں کی گئیں۔ لیکن کوئی آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔ کیونکہ آپ خدا تعالےٰ کی طرف سے بھیجے گئے تھے جو تمام طاقتوں کا سرچشمہ اور تمام محافظوں سے بڑا محافظ ہے۔ ورنہ اگر آپ خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے نہ ہوتے۔ تو نبوت و رسالت کا دعوےٰ کر کے کبھی مخالفوں کے ہاتھ سے بچ نہ سکتے۔

چوتھا معیار

ایک اور معیار خدا تعالےٰ نے یہ بیان فرمایا ہے۔ ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللّٰہ کذباً او کذب بایاتہٖ انہ لا یفلح الظالمون۔ یعنی اس شخص سے بڑا ظالم کون ہے۔ جو اللہ تعالےٰ پر افترا باندھے۔ یا اس کی آیتوں کی تکذیب کرے۔ یقیناً وہ ظالموں کو کامیاب نہیں کرتا۔

ایک طرف اس معیار کو رکھو۔ اور دوسری طرف یہ دیکھو کہ سر سے لے کر ایڑی تک زور لگایا گیا۔ کہ حضرت مرزا صاحب فلاح نہ پائیں۔ آپ کے خلاف مکہ اور مدینہ سے کفر کے فتوے منگوا کر شائع کئے گئے۔ لیکن یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھلا پھولا اور اس سے اور بھی اتنے پودے نکلے۔ کہ یہ ایک باغ بن گیا۔ جو اپنے شیریں اثمار سے دنیا کو شیریں کام کر رہا ہے۔ اگر آپ نعوذ باللہ جھوٹے اور مفتری علی اللہ ہوتے۔ تو ایسا عروج اور ایسی فلاح آپ کو کبھی حاصل نہ ہوتی۔ بلکہ بموجب آپ کی دعا کے کہ ان ترامحق بانی فاسق و کاذب فاترکنی وانصر اعدائی ومزقنی کل ممزق۔ کہ اے خدا اگر تیری نظر میں فاسق و بدکار اور کاذب ہوں۔ تو تو مجھے چھوڑ دے اور میرے دشمنوں کی مدد کر۔ اور مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ آپ کا استیصال کیا جاتا۔ لیکن برعکس اس کے خدا تعالےٰ نے آپکو الہاماً بتایا۔ کہ ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء۔ پس آپ کے ساتھ نصرت خداوندی اور تائید الٰہی کا ہونا آپ کی صداقت کو روز روشن کی طرح ثابت کرتا ہے۔

پانچواں معیار

اللہ تعالےٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔ انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیوٰة الدنیا ویوم یقوم الاشھاد کہ ہم اپنے رسولوں اور مومن بندوں کی اس دنیا میں بھی مدد کرتے ہیں۔ خدا تعالےٰ نے اس نصرت کا ذکر دوسری جگہ یوں فرمایا ہے کہ اذا جاء نصر اللہ والفتح ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجاً۔ یعنے جب اللہ کی نصرت آتی ہے۔ تو لوگ جوق درجوق اس نبی کی جماعت میں شامل ہونے لگتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کے ماننے والوں کی ترقی موافقین و مخالفین سبھی تسلیم کرتے ہیں۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ اس گلشن میں بلبلان خوش الحان اور مرغان ترنم ریز کا اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ جتنی دنیا مخالفت کرتی ہے۔ جماعت احمدیہ کو اتنی ہی زیادہ تقویت حاصل ہوتی جاتی ہے۔ اور ہر آن و ہر گھڑی خدائی نصرت اس کے شامل حال ہے۔ افسوس ان لوگوں پر جن کی ابھی تک آنکھیں نہیں کھلیں۔ اور جو سوتے ہوئے نہ جاگے آخر کب تک اعراض اور کہاں تک۔ یہ ہٹ دھرمی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام فرماتے ہیں ؎

اس قدر نصرت کہاں ہوتی ہے اک کذاب کی\
کیا تمہیں کچھ ڈر نہیں ہے کرتے ہو بڑھ بڑھ کے وار\
ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر\
میری جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

چھٹا معیار

ایک اور معیار خدا تعالےٰ نے یہ بیان فرمایا ہے۔ کہ افلا یرون انا ناتی الارض ننقصھا من اطرافھا افھم الغالبون۔ یعنی کیا نبی کے مخالفین دیکھتے نہیں کہ ہم زمین کو اس کی اطراف سے کم کرتے چلے آ رہے ہیں۔ ایسی حالت میں بھی کیا وہ سمجھتے ہیں۔ کہ وہ کامیاب ہو جائیں گے۔ اسی معیار کے ماتحت

حضرت مسیح موسوی اور حضرت مسیح محمدی میں مشابہات

شیوۂ عوام

عام لوگوں کا یہ شیوہ چلا آیا ہے۔ کہ وہ آنے والے نبی موعود کے متعلق طرح طرح کے نقشے ذہن نشین کر لیتے ہیں اور یہ خیال رکھتے ہیں۔ کہ آنے والا نبی موعود وہی ہو سکتا ہے جو ہمارے خیالات کے مطابق ہو۔ اور وہی مسیحا ہو سکتا ہے جو ہماری تصورات کی کسوٹی پر پورا اترے۔ لیکن خدا کا نبی جب مبعوث ہو کر یہ کہتا ہے۔ کہ اے لوگو میں وہی ہوں جس کے لئے تم دیر سے انتظار کی گھڑیاں گن رہے تھے۔ تو چونکہ وہ ان کے فرضی عقائد اور بناوٹی تصورات کے خلاف ہوتا ہے۔ اس لئے انکار کر بیٹھتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سورۂ بقرہ میں فرماتا ہے۔ وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ۔ یعنی اہل کتاب موعود نبی کے ظہور سے قبل تو اس کی انتظار میں گھڑیاں گنتے تھے۔ اور اپنے مخالفین پر اس کے ذریعہ فتح پانے کی امیدیں لگائے بیٹھے تھے۔ مگر جب وہ آگیا تو انہوں نے اس کو نہ پہچانا۔ اور اس کا انکار کر دیا۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ افکلما جاءکم رسول بما لا تھویٰ انفسکم استکبرتم ففریقاً کذبتم وفریقاً تقتلون کیا ایسا نہیں ہوا۔ کہ جب کوئی رسول ان علامات کے ساتھ آیا۔ جو تمہاری خواہشات کے مطابق نہ تھیں۔ تو تم نے ازراہ تکبر ایک فریق کو جھٹلایا۔ اور ایک کے قتل کے درپے ہوئے

حضرت مسیح کی آمد کا انتظار کرنیوالے

یہود اپنے زمانہ میں ایلیا کے آسمان سے آنے کے منتظر تھے۔ اور سمجھتے تھے۔ کہ ایلیا وہی ہوگا۔ جو آسمان سے اترے اور ہمارے اندازوں کے موافق ہو۔ لیکن کیا ہوا؟ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے خدا تعالےٰ سے نبوت کا مرتبہ پا کر یہود کو مخاطب کر کے کہا کہ اے لوگو ایلیا، تو آچکا جس کے تم آسمان سے آنے کے منتظر ہو۔ اور ساتھ ساتھ یہ بھی بتلا دیا۔ کہ کسی شخص کے دوبارہ آنے کا مطلب یہ نہیں ہوا کرتا۔ کہ پہلا ہی دوبارہ آئے بلکہ اس کا مثیل دنیا میں آیا کرتا ہے۔ لیکن ان لوگوں نے عیسےٰ علیہ السلام کا انکار کر دیا۔ اور ضربت علیھم الذلة کے طوق کو اپنے گلے میں ڈال لیا۔ بعینہ یہی معاملہ اس وقت درپیش ہے عام مسلمان بھی ایک مسیح کے آسمان سے آنے کے منتظر ہیں۔ جس کی خبر رسول پاک صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے امامکم منکم کہہ کر دی ہے۔ اور قسم قسم کے خود تراشیدہ عقائد اس نبی موعود کے متعلق رکھتے ہیں۔

بعثت مثیل مسیح

مگر اللہ تعالےٰ نے اپنی سنت کے مطابق پیاسی مخلوق کو عین وقت پر پانی دیا۔ ان کے لئے زندگی کا سامان کر کے حضرت مرزا صاحب کو مبعوث کیا۔ جنہوں نے علی الاعلان کہا۔ کہ میں وہی ابن مریم ہوں۔ جس کے تم منتظر ہو۔ لیکن ابن مریم سے مراد یہ نہیں کہ وہ پہلا مسیح ناصری ہی دوبارہ تشریف لائے۔ بلکہ اس سے اس کا مثیل مراد ہے۔ اور وہ میں ہوں۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

"سو یقیناً سمجھو کہ نازل ہونے والا ابن مریم یہی ہے جس نے عیسیٰ ابن مریم کی طرح اپنے زمانہ میں کسی ایسے شیخ اور والد روحانی کو نہ پایا۔ جو اس کی روحانی پیدائش کا موجب ٹھہرتا۔ تب خدائے تعالیٰ خود اس کا متولی ہوا۔ اور تربیت کے کنار میں لیا۔ اور اس نے اپنے بندے کا نام ابن مریم رکھا" (ازالہ اوہام صفحہ ۶)

پس حضور علیہ السلام کے اس دعویٰ کے بعد مخالفوں نے اپنی عادت کے مطابق وہی کچھ کیا۔ جو ان سے پہلوں نے کیا تھا۔ اور کہا۔ کہ آپ مسیح موعود نہیں ہو سکتے۔ مسیح تو وہ ہوگا جو آسمان سے اترے۔ اور یوں اترے۔ اب جبکہ چودہویں صدی کے ۵۲ سال گذر چکے ہیں۔ ان کا مسیح موعود نہیں آیا۔ اور وہ اس کا بے فائدہ انتظار کر کے مایوس ہو چکے ہیں۔ کاش یہ لوگ ان لوگوں کی عبرتناک مثال سے فائدہ اٹھاتے۔ جو انہی کی طرح ایک نبی کے آسمان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کو ایک الہام ہوا یاتیک من کل فج عمیق۔ ویاتون من کل فج عمیق۔ یعنی تیرے پاس دور دراز سے جوق درجوق لوگ آئیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام فرماتے ہیں ؎

میں تھا غریب و بے کس و گمنام و بے ہنر\
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر\
لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی\
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی\
اب دیکھتے ہو کیسا رجوع جہاں ہوا\
اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جیسے با اثر لوگوں نے راستوں پر بیٹھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کی طرف آنے والوں کو روکا۔ اور بندگان خدا کو جادۂ ہدایت سے محروم رکھنا چاہا مگر آج دیکھ لو غیر کے حاصل ہوا

خاکسار خواجہ محمد عبداللہ کاشمیری متعلم جامعہ احمدیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے اترنے کے منتظر تھے۔ مگر ابھی تک ان کا انتظار ختم نہیں ہوا۔ اب یہی موقعہ ہے۔ کہ وہ اپنے نبی موعود مہدی مسعود حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو مان کر اپنی عاقبت کو سنواریں۔

یہ ثابت شدہ بات ہے۔ کہ آنے والا مسیح اسی امت سے ہوگا۔ اور پہلے مسیح کا مثیل ہوگا۔ محض مشابہت کی وجہ سے اس کو ابن مریم کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ جیسے مشابہت کی وجہ سے سخی کو حاتم۔ بہادر کو شیر۔ مریم کو اخت ہارون۔ مسافر کو ابن السبیل مومنین کو قرآن میں امراۃ فرعون و مریم کہا گیا۔ ہاں یہ دیکھنا ضروری ہے۔ کہ وہ کونسی مشابہات ہیں۔ جن کی وجہ سے آنے والے مسیح کو ابن مریم کہا گیا۔ سو ملاحظہ ہو

پہلی تشبیہ

جس طرح حضرت مسیح ناصری علیہ السلام اس وقت دنیا میں مبعوث ہوئے۔ جبکہ یہود کی حالت ابتر ہو گئی تھی۔ ہر قسم کے ضلال اور فسق و فجور میں مبتلا تھے۔ ان کے علما میں ہر قسم کے برے اخلاق پھیل گئے تھے۔ بعینہٖ یہی حالت اس وقت مسلمانوں کی ہو چکی تھی جبکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسیحیت کا دعویٰ کیا۔ اور ضروری تھا۔ کہ مسلمانوں کی حالت ایسی ہوتی۔ کیونکہ سرور کائنات محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس پیشگوئی نے کہ لتتبعن سنن من قبلکم الخ پورا ہونا تھا۔ چنانچہ مسلمانوں کے علماء شر من تحت ادیم السماء۔ آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہو گئے۔ مسلمانوں کو اپنی اس حالت کا خود اعتراف ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے زمانہ سے اپنے زمانہ کی مشابہت کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"اور نیز اس زمانہ میں علماء یہود کے دل خراب اور ٹیڑھے ہو گئے تھے۔ اور فریب اور فسق و فجور اور محبت دنیا اور خست اور سفاہت اور نفاق اور جدال اور باقی ردی اخلاق ان میں بکثرت پھیل گئے تھے۔ ہماری قوم کا حال بھی اس وقت میں ٹھیک ایسا تھا پس حکمت الٰہیہ نے چاہا۔ کہ موافقوں اور مخالفوں کی رعایت سے اس مجدد کا نام عیسےٰ بن مریم رکھا جائے"

(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۱۰۳ - مطبوعہ ۱۹۰۲ء)

دوسری جگہ فرمایا:۔ "اس زمانہ کے مسلمانوں اور حضرت مسیح کے زمانہ کے یہودیوں کا معاملہ طابق النعل بالنعل کا مصداق ہے یا نہیں؟

(مسیح موعود ص)

تیسری جگہ فرمایا:۔ "اب یہود کی تواریخ ہاتھ میں لے کر دیکھو کہ کس قدر ان مسلمانوں کو دین و دنیا کی تباہی میں ان یہود سے اشد مشابہت ہے جو حضرت مسیح کے وقت میں تھی۔" (مسیح موعود ص)

پس زمانہ کی مشابہت کا تقاضا تھا۔ کہ مسیح ابن مریم کا مثیل مبعوث ہو

دوسری مشابہت

جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش میں ایک اعجوبہ اور ندرت تھی۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب کی پیدائش میں ندرت تھی۔ جس کا ذکر کرتے ہوئے آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ عاجز جو حضرت مسیح ابن مریم کے رنگ میں بھیجا گیا ہے۔ بہت سے امور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہت رکھتا ہے یہاں تک کہ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش میں ایک ندرت تھی۔ اس عاجز کی پیدائش میں بھی ایک ندرت ہے۔ اور وہ یہ کہ میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ اور یہ امر انسانی پیدائش میں نادرات سے ہے۔ کیونکہ اکثر ایک ہی بچہ پیدا ہوا کرتا ہے" (تحفہ گولڑویہ ص)

تیسری مشابہت

جس طرح حضرت مسیح ناصری علیہ السلام پورے طور پر بنی اسرائیل میں سے نہ تھے۔ بلکہ صرف ماں کی وجہ سے بنی اسرائیل سے تھے۔

اسی طرح حضرت مرزا صاحب بھی پورے طور پر سادات سے نہ تھے چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔ "اس امت کے مسیح موعود کے لئے ایک اور مشابہت حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے ہے۔ اور وہ یہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام پورے طور پر بنی اسرائیل سے نہ تھے۔ بلکہ صرف ماں کی وجہ سے اسرائیلی کہلاتے تھے۔ ایسا ہی اس عاجز کی بعض دادیاں سادات میں سے ہیں۔ گو باپ سادات میں سے نہیں۔" (لیکچر سیالکوٹ ص)

چوتھی مشابہت

جس طرح حضرت مسیح ناصری علیہ السلام موسوی سلسلہ کی چودھویں صدی میں مبعوث ہوئے اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام محمدی سلسلہ کی چودھویں صدی میں مبعوث ہوئے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:۔ "جس طرح مسیح حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قریباً چودہ سو برس بعد آئے تھے۔ اس مسیح موعود نے بھی چودھویں صدی کے سر پر ظہور کیا۔ اور محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ سے انطباق کلی پا گیا۔"

(حمامۃ البشریٰ ص)

پانچویں مشابہت

جس طرح حضرت مسیح ناصری علیہ السلام دنیا میں اس زمانہ میں نازل ہوئے۔ جبکہ یہود کے ہاتھ سے سلطنت جا چکی تھی۔ بعینہٖ حضرت مسیح موعود علیہ السلام دنیا میں اس زمانہ میں نازل ہوئے۔ جبکہ مسلمانوں کے ہاتھ سے وہ سلطنت جا چکی تھی۔ جس کی عالم میں دھاک تھی۔ اور مسلمان حکمران سب سے زیادہ کمزور ہو گئے تھے

چھٹی مشابہت

جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دنیا میں اس وقت دعویٰ کیا۔ جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق ان لوگوں کا یہ عقیدہ تھا۔ اجماع الیہود ان لا نبی بعد موسیٰ (سلم الثبوت) کہ اب موسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ بعینہٖ حضرت اقدس کو خدائے کریم نے دنیا میں اس وقت نازل کیا۔ جبکہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ تھا۔ کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بایں معنی خاتم النبیین ہیں۔ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

ساتویں مشابہت

جس طرح حضرت مسیح علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے پیرو تھے۔ اور توریت کی اصلی تعلیم پیش کرنے آئے تھے۔ اسی طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اسلام کی شریعت کے پیرو ہیں۔ اور حضور نے قرآن شریف کی اصلی تعلیم کو دنیا میں پیش کیا۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔ "جیسے مسیح ابن مریم نے انجیل میں توریت کا خلاصہ پیش کیا تھا۔ اسی کام کے لئے یہ عاجز مامور ہے تا غافلوں کے سمجھانے کے لئے قرآن شریف کی اصلی تعلیم پیش کی جائے۔ مسیح صرف اس کام کے لئے آیا تھا۔ کہ توریت کے احکام کو شد و مد کے ساتھ ظاہر کرے۔ ایسا ہی یہ عاجز بھی اس کام کے لئے بھیجا گیا۔ تا قرآن شریف کے احکام با وضاحت بیان کرے"

(ازالۂ اوہام ص مطبوعہ ۱۹۲۶ء)

آٹھویں مشابہت

جس طرح حضرت مسیح ناصری نے منتظرین مسیح کے سامنے یہ بات واضح طور پر بیان کر دی تھی۔ کہ کسی کے آسمان سے آنیکا مطلب یہ نہیں ہوتا۔ کہ وہ خود دوبارہ آئے۔ بلکہ اس کا مثیل آیا کرتا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تمام مسلمانوں کے سامنے جو مسیح کے آسمان سے آنے کے منتظر تھے ثابت کیا کہ وہی عیسےٰ دوبارہ نہیں آ سکتے۔ بلکہ ان کا مثیل آ سکتا ہے۔ اور وہ میں ہوں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔ "آسمان سے اترنا اس بات پر دلالت نہیں کرتا۔ کہ سچ مچ خاکی وجود آسمان سے اترے۔ بلکہ حدیثوں میں تو آسمان کا لفظ بھی نہیں ہے ۔۔۔۔ بلکہ ایک جگہ فرمایا ہے۔ کہ لوہا بھی ہم نے آسمان سے اتارا ہے۔ پس صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ آسمان سے اترنا اس صورت اور رنگ کا نہیں۔ جس صورت پر لوگ خیال کر رہے ہیں۔" (ازالۂ اوہام ص)

نویں مشابہت

جس طرح حضرت مسیح علیہ السلام نے روحانی قوت سے روحانی مردے زندہ کئے۔ روحانی اندھوں کو آنکھیں بخشیں۔ روحانی بہروں کو روحانی کان عطا کئے۔ اور دیگر معجزات آپ سے ظہور میں آئے بعینہٖ اسی طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بھی روحانی طور پر مردے زندہ کئے۔ اور اندھوں کو آنکھیں بخشیں۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔ "جو شخص میرے ہاتھ سے جام پیئیگا۔ جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مریگا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں۔ اور وہ حکمت جو میرے مونہہ سے نکلتی ہے۔ اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے۔ تو سمجھو میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا۔"

(ازالۂ اوہام ص) دوسری جگہ فرمایا۔ "میری صداقت کی علامات سے یہ ہے۔ کہ میرے ہاتھ سے بہت معجزات ظاہر ہوئے ہیں۔ اور قبل از وقت بہت سے غیبوں پر مجھے مطلع کیا ہے۔ اور میری بہت سی دعائیں قبول ہوئی ہیں۔ اور ہر ایک میدان میں خدا نے میری مدد کی ہے۔" (حمامۃ البشریٰ ص)

دسویں مشابہت۔ جس طرح یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تکالیف پر تکلیفیں پہنچائیں۔ اور یہاں تک اذیت دی۔ کہ صلیب پر چڑھا دیا۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے انہیں نجات دی۔ اور مخالفوں کو رسوا اور ذلیل کیا۔ بعینہٖ اسی طرح اس زمانہ کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدیت کی شاندار فتح

اور

علمائے اہلحدیث کا مناظرہ سے فرار

۲۹ اپریل ۱۹۳۶ء کو جب کہ اہل حدیث کے جلسہ میں ان کے پچاس کے قریب بڑے بڑے علماء مثلاً مولوی ثناء اللہ امرتسری ۔ نور حسین گرجاکھی ۔ احمد دین گکھڑوی ۔ لال حسین اختر ۔ مولوی ظفر علی ۔ اور اسماعیل گوجرانوالیہ وغیرہ موجود تھے ۔ انہوں نے بڑے زور شور سے اپنے پنڈال میں ہم کو چیلنج دینے شروع کئے ۔ ہم نے مقامی اہل حدیث کے صدر اور سکرٹری سے تحریر کا مطالبہ کیا ۔ لیکن انہوں نے تحریر نہ دی ۔ آخر ۲ بجے لال حسین اختر نے اپنی تقریر شروع کی جس میں بار بار ہر فقرے کے بعد اس نے احمدیوں کو للکارنا شروع کیا ۔ کہ آئیں اور مناظرہ کرلیں ۔ ہماری طرف سے مولوی دل محمد صاحب مولوی فاضل جو مرکز سے اسی غرض کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے ۔ حنفیوں اور ہندوؤں کے کہنے پر احمدیوں کو لے کر مناظرہ کے لئے پنڈال میں چلے گئے ۔ اور اپنا سٹیج لگا لیا ۔ صدر جلسہ اہل حدیث نے لال حسین کی تقریر شروع کرانی چاہی ۔ جس پر ہمارے مناظر نے کہا ۔ کہ ہم آپ کے بلانے پر اپنا جلسہ چھوڑ کر آئے ہیں ۔ اور آپ کے چیلنج پر مناظرہ کے لئے آئے ہیں ۔ اب یہ جلسہ گاہ نہیں ۔ بلکہ میدان مناظرہ ہے ۔ تاوقتیکہ مضمون اور شرائط کا تصفیہ نہ ہو جائے کسی فریق کو حق حاصل نہیں ہے ۔ کہ وہ یک طرفہ تقریر کرے ۔ اس پر ان کے صدر نے کہا میں اپنے پروگرام کے مطابق تقریر شروع کراتا ہوں ۔ ہمارے مناظر صاحب نے کہا پروگرام جلسہ کے وقت میں چل سکتا تھا ۔ اب میدان مناظرہ ہے ۔ آؤ شرائط طے کرلو ۔ کتب بھی موجود ہیں اور آپ کے مناظر بھی موجود ہیں ۔ اور مقابل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک ادنیٰ خادم بھی موجود ہے ۔ اس پر صدر نے شرائط تصفیہ سے انکار کر دیا ۔ پھر دوبارہ سہ بارہ مطالبہ کیا گیا ۔ لیکن بار بار انکار ہی کیا ۔ اور کہا کہ ہم مناظرہ نہیں کرنا چاہتے ۔ آخر سردار اودپار سنگھ صاحب ذیلدار سب رجسٹرار رئیس اعظم کلاس والہ نے کھڑے ہو کر جماعت احمدیہ کو مخاطب کر کے کہا کہ آپ میری بات مان لیں ۔ یہ لوگ شرائط کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں ۔ اس واسطے نقض امن کا اندیشہ ہے ۔ آپ ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دیں ۔ اس پر احمدیوں اور حنفیوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور اہل حدیث کے فرار کا اسی جگہ اعلان کرنا شروع کر دیا ۔ ادھر اہل حدیث کی سٹیج پر اہل حدیث مولویوں کی آپس میں چل گئی ۔ اور کہنے لگ گئے کہ لال حسین حنفی ہے اس لئے گھبرا گیا ہے ۔ اس نے ہم کو شکست دلائی ہے ۔

ہمارے مناظر صاحب نے واپس آکر خالصہ سکول کے احاطہ کے اندر صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تقریر کی اور ادھر اہل حدیث کا جلسہ بے رونق ہو گیا ۔ اور بیرون جات سے آمدہ غیر احمدی اور ہندو اور سکھ اور عیسائی وغیرہ احباب بہت کثرت سے ہمارے جلسہ میں آ شامل ہوئے ۔ اور نہایت خاموشی کے ساتھ تقریر سنتے رہے ۔ سردار صاحب موصوف بھی اور ان کے ہمراہ دیگر بہت سے معززین شہر بھی اہل حدیث کے جلسہ کو چھوڑ کر ہمارے جلسہ میں تشریف لے آئے ۔ اور مولوی صاحب کی تقریر ۲ گھنٹے تک ہوئی ۔ جلسہ اور مناظرہ کی کامیابی کے معترف تمام معززین قصبہ ہیں ۔ چنانچہ ان میں سے بعض کی رائیں جو انہوں نے لکھ دی ہیں ۔ ذیل میں درج کی جاتی ہیں ۔ خاکسار ۔ فضل کریم قریشی جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ کیھوا کلاس والہ ضلع سیالکوٹ

ایک عیسائی صاحب کی رائے

میں جس کا تعلق نہ اہل حدیث سے ہے ۔ نہ احمدیوں سے ۔ بلکہ عیسائی ہوں ۔ دیانتداری کی رو سے سچی بات کہنے سے نہیں رک سکتا ۔ مورخہ ۲۹ اپریل میں اہل حدیث کے جلسہ میں موجود تھا ۔ جبکہ مولوی لال حسین اختر نے اپنی تقریر شروع کی ۔ اور بار بار احمدیوں کو چیلنج دیئے اور للکارتے رہے ۔ کہ آؤ میدان میں ۔ میدان بھی تیار ہے اور گھوڑا بھی تیار ہے ۔ اگر کسی احمدی میں جرأت ہو تو میدان میں آئے بابو عبداللہ خان ساکن مالوکے بھگت جلسہ میں موجود تھے انہوں نے للکار کر کہا اگر احمدی یہاں موجود ہوں تو آئیں ۔ اور چوہدری عبداللہ خان احمدی ان کے جلسہ میں کھڑے ہو گئے ۔ اور ان کا چیلنج منظور کیا ۔ اور کہا اگر اجازت دو تو میں اپنے مولوی صاحب کو بلا لاؤں ۔ وہ کہنے لگے ۔ آؤ ۔ انہوں نے کہا کہ میں کتنی دیر تک اپنے مولوی صاحب کو لا سکتا ہوں ۔ انہوں نے کہا ۔ دس منٹ تک ۔ اس کے بعد بابو صاحب گئے ۔ اور لال حسین مناظرے کی تیاری میں بیٹھ گیا ۔ اور مولوی گرنہ بردار یا لیکچر کے لئے کھڑا ہوا ۔ دس منٹ کے بعد مولوی دل محمد صاحب فاضل ۔ اور چوہدری عبداللہ خان صاحب اور تمام احمدی جلسہ گاہ میں آ گئے ۔ اس وقت مجمع قریباً دس بارہ ہزار کے قریب ہو گیا ۔ اور ہر مذہب اور ہر فرقہ کے لوگ مناظرہ سننے کی خواہش میں ہمہ تن موجود رہے ۔ مولوی دل محمد صاحب فاضل نے صدر جلسہ سے درخواست کی ۔ کہ ہم آپ کے چیلنج پر آ گئے ۔ آپ شرائط مناظرہ طے کر لیجئے ۔ تاکہ مناظرہ شروع ہو ۔ اس پر صدر جلسہ نے کہا کہ ہم اپنی تقریر پروگرام کے مطابق کریں گے ۔ مولوی صاحب نے پروگرام مانگا ۔ تو انہوں نے ایک پنسلی رقعہ بھیج دیا ۔ جو بعد میں احمدیوں کے پاس ہی رہا مولوی صاحب نے کہا ۔ کہ یہ پروگرام ہمارے لئے حجت نہیں کیونکہ یہ چھپا ہوا نہیں ۔ آپ اپنے چیلنج پر قائم رہیں ۔ اور شرطیں طے کریں ۔ تاکہ مناظرہ شروع ہو اور پبلک فائدہ اٹھائے اور پتہ لگے ۔ کہ جھوٹا کون ہے اور سچا کون ۔ صدر جلسہ نے اعلان کیا ۔ کوئی شرطیں وغیرہ ہم طے نہیں کریں گے ۔ لال حسین اختر تقریر کریں گے ۔ آپ بعد میں سوال جواب کرلیں ۔ اس پر مولوی دل محمد صاحب فاضل نے کہا ۔ کہ یہ اب جلسہ گاہ نہیں رہی بلکہ میدان مناظرہ ہے ۔ اب آپ کو مناظرہ کرنا پڑے گا ۔ آخر صدر جلسہ نے لیت و لعل کے بعد بدتہذیبی سے کام لیتے ہوئے اپنے والنٹیروں کو کہا ۔ کہ ان کو جلسہ گاہ سے باہر نکال دو ۔ جس پر مولوی دل محمد صاحب نے کہا ۔ کہ ہمیں کوئی جلسہ سے باہر نہیں نکال سکتا ۔ یہ میدان مناظرہ ہے ۔ اب تقریر نہیں ہونے دیں گے ۔ والنٹیروں کے افسر نے سیٹی بجا دی اور سب اکٹھے ہو گئے ۔ مگر اتنی کسی کو جرأت نہ ہوئی ۔ کہ کسی احمدی کو کچھ کہے ۔ اتنے میں صدر جلسہ نے سردار صاحب سردار اودپار سنگھ صاحب ذیلدار کو کہا ۔ کہ سردار صاحب ان کو کہیے یہ ہمارے جلسہ گاہ سے چلے جائیں ورنہ فساد ہو جائے گا ۔ اس پر جناب سردار صاحب نے احمدی دوستوں سے کہا ۔ کہ شرائط کے ساتھ یہ مناظرہ نہیں کرتے ۔ آپ نے اگر سوال و جواب کرنا ہے تو ٹھہریں ۔ ورنہ میں بہتر یہی سمجھتا ہوں ۔ کہ آپ اپنا جلسہ جا کر کریں ۔ اور ان کو ہونے دیں ۔ اس پر تمام احمدی جماعت کے احباب اور حنفی صاحبان نعرے لگاتے ہوئے اپنے جلسہ گاہ میں چلے گئے ۔ خود میں بھی اور سردار صاحب بھی اور دیگر معززین شہر اور بیرون جات کے لوگ سوائے اہل حدیث کے ان کے جلسہ کو چھوڑ کر احمدیوں کے جلسہ میں چلے گئے ۔ وہاں مولوی دل محمد صاحب فاضل نے مرزا صاحب کی صداقت پر ۲ گھنٹہ کے قریب تقریر کی جو زبردست تھی ۔ جو میں نے ساری سنی ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں ان تمام واقعات کو دیکھ کر اپنی دیانتدارانہ رائے سے یہ کہتا ہوں۔ کہ اہل حدیث مولویوں نے باوجود کثیر التعداد ہونے کے مناظرہ سے کھلے طور پر فرار کیا۔ جو ان کی ذلت و رسوائی کا موجب ہوا۔ میں کہتا ہوں۔ کہ اگر وہ بھاگنے کی نسبت مناظرہ کر لیتے تو ان کے لئے اچھا ہوتا۔ اور اتنی رسوائی نہ اٹھانی جو ان کو ایک نوجوان احمدی کے مقابلے میں اس وقت اٹھانی پڑی۔ دونو فریقین کی میں نے تقریریں سنیں۔ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میرے نزدیک اہل حدیث علمار نے اور خاص کر لال حسین اختر اور ظفر علی نے بہت ہی غیر مہذب تقریریں کیں۔ جن کو کوئی شریف انسان پسند نہیں کر سکتا۔ لیکن مولوی دل محمد صاحب فاضل نے اپنے مذاہب کی صداقت کے دلائل پیش کئے۔ اور کسی کی دل آزاری نہیں کی۔ اور ان کے منہ سے کوئی کلمہ ایسا نہیں نکلا۔ جو شرافت اور تہذیب کے خلاف ہو (نوٹ) میری یہ تحریر اخبار میں شائع کر دی جائے۔ میں اپنے یادریوں سے بھی اس شکست کا ذکر کروں گا۔ (خاکسار۔ جلال دین عیسائی سوداگر چرم کلاسوالہ پریذیڈنٹ بنک تعلیم خود کلیسا کلاسوالہ

ایک سناتنی ہندو صاحب کی رائے

میرے روبرو کل ۳ بجے شام اہل حدیث کلاس والہ نے اپنے جلسہ میں جماعت احمدی کو برائے مناظرہ بلایا۔ اور جماعت احمدی کے مناظر مولوی دل محمد صاحب معہ جماعت احمدی جلسہ میں شریک ہوئے۔ مولوی دل محمد صاحب نے بیان کیا کہ وقت مقرر کر کے اور شرائط طے کر کے مناظرہ کر لو۔ مگر صدر جلسہ نے فرمایا۔ کہ اب شرائط مقرر نہیں ہو سکتے۔ ہماری تقریر ہوگی تقریر کے بعد آپ کو پانچ منٹ سوال کے لئے دئے جائیں گے۔ اس بات پر احمدی مناظر نے زور دیا۔ کہ شرائط مناظرہ طے کر کے مناظرہ شروع کرو۔ صدر جلسہ نے شرائط طے کرنے سے انکار کرتے ہوئے مناظرہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اور کہا اگر اس بات پر آپ رضامند نہ ہوں تو جلسہ سے باہر چلے جاؤ۔ یہ بات میں غیر شریفانہ سمجھتا ہوں۔ اور ناپسند کرتا ہوں خاکسار۔ ہیرانند پریذیڈنٹ سناتن دہرم سبھا قصبہ کلاسوالہ و میونسپل کمشنر و وائس پریذیڈنٹ لوکل کمیٹی کلاس والہ

ایک سکھ صاحب کی رائے

مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۳۴ء کو قصبہ کلاس والہ میں وہابیوں کا جلسہ تھا۔ اور میں وہاں تقریریں سننے کے لئے گیا ہوا تھا۔ وہابیوں نے مرزا صاحب کے مریدوں کو پیغام بھیجا۔ کہ اگر ان کو طاقت ہے۔ تو یہاں آکر ہمارے ساتھ مباحثہ کر لیں۔ مرزا صاحب کے مرید وہابیوں کے جلسہ میں آ گئے۔ اور کہا کہ ہم بحث کرنے کے واسطے آئے ہیں۔ جب مرزا صاحب کے مرید آئے۔ تو وہابی مباحثہ کرنے سے منکر ہو گئے۔ مرزا صاحب کے مریدوں نے کہا کہ ہم تمہارے بلانے پر آئے ہیں۔ شرائط کا فیصلہ کر لیں۔ اور مباحثہ کریں۔ انہوں نے کہا۔ کہ نہ ہم شرائط کا فیصلہ کرتے ہیں اور نہ مناظرہ کرتے ہیں۔ ہماری تقریر سن کر اگر کوئی سوال کرنا ہے۔ تو ہم پانچ منٹ وقت دیدیں گے۔ جب انہوں نے مباحثہ کرنے سے انکار کیا تو مرزا صاحب کے مرید اپنے جلسہ گاہ میں چلے گئے۔ اور ہم لوگوں نے سمجھ لیا۔ کہ وہابی لوگ کمزور ہیں مرزا صاحب کے مریدوں کے ساتھ مناظرہ نہیں کر سکتے۔ پھر میں احمدی مولوی صاحب کی تقریر سننے کے واسطے احمدیوں کے جلسہ میں چلا گیا۔ ان کے مولوی صاحب کی تقریر مجھے بہت پسند آئی۔ وہابیوں کی تقریریں مجھے پسند نہیں تھیں۔ العبد۔

خاکسار۔ سردار تیجا سنگھ ساکن میاں چیمہ متصل کلاسوالہ بقلم خود

ایک آریہ صاحب کی رائے

میرا نہ کوئی تعلق احمدیوں سے ہے۔ اور نہ اہل حدیثوں سے۔ کیونکہ وہ مسلمان ہیں اور میں ہندو ہوں۔ لیکن راستی کو چھپانا اور حق گوئی سے گریز کرنا میری طبیعت کے خلاف ہے۔ اس لئے میں سچی گواہی دیتا ہوں۔ کہ مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۳۴ء کو قصبہ کلاس والہ میں اہل حدیث علماء اور احمدی علمار کا اجتماع ہوا۔ اور تقاریر ہوئیں۔ اور مناظرہ کے متعلق بھی قیل و قال ہوئی۔ جس سے میرے نزدیک اہل حدیث علمار کی تقریریں اچھی مؤثر نہ تھیں۔ اور نہ بار بط تھیں۔ اور ان کے مقابلہ میں احمدی علمار کی تقریریں با اثر بھی تھیں اور باربط بھی خصوصاً مولوی دل محمد صاحب کی تقریر بہت ہی زبردست تھی۔ مناظرہ کے لئے احمدی علمار بالکل تیار تھے۔ لیکن اہل حدیث مناظرہ سے باوجود اس بات کے کہ پہلے انہوں نے ہی چیلنج مناظرہ دیا۔ انکار کر گئے۔ ہر چند مولوی دل محمد صاحب بار بار پکار رہے تھے۔ کہ ہم مناظرہ کے لئے تیار ہیں۔ شرائط طے کر لو اور مناظرہ کر لو۔ لیکن انہوں نے اس بات سے انکار کر دیا۔ اور مناظرہ سے فرار کر گئے۔

الراقم۔ کشن چند میر راجپوت سکنہ کلاسوالہ بقلم خود از کلاسوالہ

بٹالہ میں جماعت احمدیہ کے خلاف فتنہ انگیزی

حکام ضلع گورداسپور متوجہ ہوں

اس علاقہ میں احمدیت کے خلاف تمام فتنہ انگیزیوں کا مرکز بٹالہ بنا ہوا ہے۔ آج کل قادیان میں جو مفسدہ پردازی احراریوں کی طرف سے ہو رہی ہے۔ اس میں بھی زیادہ دخل یہاں کے ایک خاص طبقہ کا ہے۔

انجمن شباب المسلمین بٹالہ کے کارکن بہت عرصہ سے عوام الناس کو مشتعل کر کے احمدیوں کے خلاف فساد برپا کرانے کے لئے کوشاں ہیں۔ اور اس کے لئے مندرجہ ذیل تدابیر کی گئی ہیں۔

اول۔ جامع مسجد بٹالہ میں ہر جمعہ کے دن جب کہ وہاں اردگرد کے علاقہ کے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کے خلاف گندے سے گندے جھوٹے الزامات اور اتہامات لگا کر تقریروں کے ذریعہ لوگوں میں اشتعال پیدا کیا جاتا ہے۔ احمدی دوکانداروں کے بائیکاٹ اور مقاطعہ پر زور دیا جاتا ہے۔ احمدیوں کو سودا سلف اور دیگر ضروریات زندگی مہیا کرنے سے لوگوں کو روکا جاتا ہے۔ احمدی ملازمین سرکار کے خلاف خواہ مخواہ جھوٹے الزامات لگا کر ریزولیوشن پاس کئے جاتے ہیں۔ غرضیکہ خانہ خدا کو منافرت انگیزی کا اکھاڑہ بنانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی جاتی۔

(دوئم) پنجابی اور اردو میں قصے اور نظمیں نہایت فحش زبان میں شائع کر کے لوگوں میں جوش پیدا کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ایک رسالہ "محمدی گولہ" گورنمنٹ پنجاب ضبط کر چکی ہے۔

(سوئم) ایک بدگو گنگی پھرا کر کے ہر روز علی الصباح بلند آواز سے دل آزار اشعار پڑھائے جاتے ہیں۔ سارا شہر اس شخص کی حرکتوں سے واقف ہے۔

(چہارم) گذشتہ دنوں جامع مسجد کے باہر شہر کے بڑے بازار میں ایک آہنی دروازہ نصب کر کے اس پر مشتعل کن عبارت جلی اور ظفر علی کی نظم کندہ کرائی گئی ہے۔

یہ دروازہ عوام الناس کو متواتر اور مسلسل مشتعل کرنے کا ذریعہ ثابت ہو رہا ہے۔ چنانچہ اس کے نصب ہونے کے دن سے احمدیوں کی تکالیف اور بات بات پر فساد برپا کرانے کا امکان اور خطرہ بہت بڑھ گیا ہے۔

۶ مئی ۱۹۳۴ء کو اس مقتول لوہار کی یادگار منانے کا بندوبست ہو رہا ہے۔ جو ایک احمدی سے لڑائی میں مارا گیا تھا اور باہر کے مشہور سیاسی ایجی ٹیٹر بھی بلائے جا رہے ہیں اگر گلی گلی اور کوچہ بکوچہ شرارتیں کی جائیں گی۔ غرضیکہ ان کی طرف سے فساد کرانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا جائے گا تعجب ہے۔ کہ حکام متعلقہ تمام حالات اور ان لوگوں کے گذشتہ ریکارڈ سے پورے طور پر واقف ہونے کے باوجود ابھی تک اس مفسدہ پردازی کے انسداد کے لئے کماحقہ کوئی تدارک نہیں کر سکے۔ بٹالہ میں احمدی نہایت قلیل تعداد میں ہیں۔ اور ان کی جان و مال و عزت ہر وقت خطرہ میں ہیں۔ حکام اعلیٰ ضلع گورداسپور اور مقامی افسران جلد سے جلد تمام شرارتوں کے سدباب کی طرف متوجہ ہوں۔ (نامہ نگار)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

اسمبلی کے متعلق شملہ سے یکم مئی کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ گورنر جنرل نے فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ موجودہ اسمبلی کی میعاد شملہ کے آئندہ اجلاس کے اختتام پر ختم کر دی جائیگی۔ جو امید ہے ۱۶ر جولائی کے قریب منعقد ہوگا۔ اور خیال کیا جاتا ہے کہ نصف نومبر تک انتخابات شروع ہو جائیں گے۔

پونا سے یکم مئی کی خبر ہے۔ کہ ایک ہندو طالب علم کھدر کے ایک تھیلے میں بم رکھ کر سائیکل پر جا رہا تھا۔ کہ تھیلہ سائیکل کے ڈھانچے سے ٹکرایا اور بم پھٹ گیا۔ جس سے وہ زخمی ہو گیا۔ ہسپتال میں پولیس کے زیر حراست اس کا علاج ہو رہا ہے۔

ہوڑہ کے ایک سن کے کارخانہ میں چند روز ہوئے آگ لگ گئی تھی۔ ۳۰ر اپریل کی خبر مظہر ہے۔ کہ ۵۰-۶۰ مزدور جلی ہوئی سن کو درست کر رہے تھے۔ کہ کارخانہ کی چھت گر پڑی۔ جس سے وہ نیچے دب گئے۔ جن کو نکالنے کے لئے کئی دن لگیں گے۔ اور معلوم نہیں اس وقت تک وہ زندہ رہ سکیں۔ دس قلی نکالے جا چکے ہیں۔ جن میں سے پانچ مردہ اور پانچ زندہ ہیں۔

دار العوام میں یکم مئی کو ایک ممبر نے سوال کیا۔ کہ پنجاب کے سکھوں نے وائٹ پیپر کی مخالفت کے لئے ایک لاکھ والنٹیروں کی بھرتی کا جو اعلان کیا ہے۔ کیا حکومت اس کے متعلق کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ حکومت کی طرف سے جواب دیا گیا۔ کہ اگر ضروری ہوا۔ تو کارروائی کی جائے گی۔

الٰہ آباد سے یکم مئی کی خبر ہے۔ کہ ملک کی صورت حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے گورنر نے ایک سو سیاسی قیدیوں کو قبل از اختتام میعاد سزا رہا کر دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ سی پی کے بعض قیدی بھی رہا کئے گئے ہیں۔

شورکوٹ سے یکم مئی کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ وہاں کے معزز ہندو خاندان کی لڑکی جھنگ میں بیاہی ہوئی تھی۔ اس کا خاوند اور ساس اسے ہر وقت اس لئے تنگ کرتے اور مارتے رہتے تھے۔ کہ وہ والدین سے بہت سا روپیہ لاکر انہیں دے۔ کئی دفعہ اسے زہر دینے کی کوشش کی گئی۔ مگر کامیابی نہ ہوئی۔ آخر کہا جاتا ہے کہ اسے لب اکھی کا میلہ دکھانے کے لئے ہردوار لے گئے۔ اور گنگا میں ڈبو کر ہلاک کر دیا۔

پولیس اس واقعہ کی تحقیقات کر رہی ہے۔

دہلی میں یکم مئی کو ہندو مسلم فساد اس وجہ سے ہو گیا۔ کہ ایک مسلمان دوکاندار کا تھوک اتفاقاً ایک ہندو پر جا پڑا۔ چھ آدمی زخمی ہوئے۔ پولیس نے آکر امن بحال کیا۔

راجشاہی شہر اور مضافات میں یکم مئی کو زبردست طوفان آیا۔ جس سے کئی مکانات اڑ گئے۔ متعدد لوگ زخمی ہوئے۔ بیس دوکانیں بھی جل گئیں۔ ایک شخص جل جانے کی وجہ سے ہلاک ہو گیا۔

مزدوروں کی ہڑتال نے بمبئی سے یکم مئی کی اطلاع کے مطابق نازک صورت اختیار کر لی ہے۔ ہڑتالیوں نے تمام کارخانوں پر پکٹنگ کیا۔ اور کام پر جانے والوں پر پتھر وغیرہ پھینکے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ڈیڑھ سو کے قریب لوگ زخمی ہوئے۔ کارخانے عملاً بند ہو چکے ہیں۔ یوم مئی کے سلسلہ میں مزدوروں نے اپنے لیڈروں کی ہدایات کے مطابق ریل گاڑیوں۔ ٹریم۔ اور موٹروں وغیرہ کی آمد و رفت بند کرانے کی کوشش کی۔ مگر اس میں انہیں کوئی زیادہ کامیابی نہیں ہوئی

شہر یار دکن نے کچھ عرصہ ہوا۔ زمینداروں کے بڑھتے ہوئے قرضہ کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی تھی۔ جس کی رپورٹ کے مطابق ایکٹ انتقال اراضی بنایا گیا۔ جسے حیدرآباد سے ۳۰ر اپریل کی اطلاع کے مطابق حضور نظام نے منظور کر لیا ہے۔ اس کے رو سے کوئی زرعی زمین فروخت نہ ہو سکے گی۔ اور نہ ہی دیوانی عدالت اسے قرق کرنے کا حکم دے گی۔

ہری جن قوم سے تعلق رکھنے والے چار طلباء نے میرٹھ کی ایک ہندو درسگاہ میں جو گورنمنٹ سے امداد لے رہی ہے داخلہ کے لئے درخواست دی۔ جسے منتظمین نے نامنظور کر دیا۔ طلباء نے افسران مجاز سے اپیل کی۔ جنہوں نے اس کا فیصلہ مندر پرویشن بل کے فیصلہ تک ملتوی رکھا۔

سیتا مڑھی سے یکم مئی کی خبر ہے۔ کہ قریباً بیس میل کے رقبہ میں کل رات سخت گرم آندھی چلی۔ جو اگرچہ چند منٹ کے بعد بند ہو گئی۔ مگر لوگوں پر سخت خوف و ہراس طاری ہے نیز ۲۹ر اپریل کو آتشزدگی کی وجہ سے یہاں بعض عمارتیں جل گئیں۔ جن سے بہت سے لوگ بے گھر ہو گئے۔

کلکتہ کے ایک نوجوان نے جس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے۔ ۳۳ گھنٹے تک مسلسل پانی میں تیر کر ریکارڈ توڑ دیا۔ جو اس سے قبل ۲۴ گھنٹہ کا تھا۔

کمشنر بنارس نے اعلان کیا ہے۔ کہ غازی پور اور اس کے ارد گرد کے دیہات میں محرم پر جو فساد ہوا تھا۔ اس میں ۵ مسلمان اور ایک ہندو ہلاک ہوا ہے۔ ایک گاؤں سے تعزیہ شہر میں لایا جا رہا تھا۔ کہ ہندوؤں نے حملہ کر کے اسے آگ لگا دی۔ اور تین مسلمانوں کو وہیں ہلاک کر دیا۔ دو لاشیں اٹھا لے جانے کی بھی کوشش کی۔ مگر ناکام رہے۔

سوراجسٹ کانفرنس کا اجلاس ۲ر مئی کو رانچی میں شروع ہوا۔ قریباً ایک سو ڈیلیگیٹ شریک تھے۔ گاندھی جی نے وعدہ کیا ہے کہ وہ آل انڈیا کانگرس کمیٹی سے سفارش کریں گے کہ سوراجیہ پارٹی کو کانگرس کی پارلیمنٹری شاخ مقرر کر دیا جائے سوراجیہ پارٹی وائٹ پیپر کا استرداد سخت قوانین کی تنسیخ اور سیاسی قیدیوں کی رہائی کی کوشش کرے گی۔ پارٹی کے کسی ممبر کی سرگرمی کانگرس کریڈ اور اس کے پروگرام سے خلاف ہونے پر اسے مستعفی ہونے پر مجبور کر دیا جائے گا۔ اسمبلی کے امیدواروں میں دو عورتیں بھی ہوں گی۔

آل انڈیا کانگرس کمیٹی کا اجلاس ۱۸، ۱۹ر مئی کو پٹنہ میں منعقد ہونے والا ہے۔ جس کے لئے استقبالیہ کمیٹی قائم ہو چکی ہے۔ چونکہ زلزلہ کے باعث مکانوں کی کمی ہے۔ اس لئے ممبروں کے لئے خیموں میں رہائش کا انتظام کیا جائیگا۔ دیسی کھانا کھانے والے ممبروں سے کچھ چارج نہیں ہوگا

مسلم یونیورسٹی کی وائس چانسلری سے یکم مئی کی اطلاع کے مطابق سر راس مسعود نے یونیورسٹی کورٹ کے بعض ارکان کے غیر معقول رویہ کی بنا پر استعفا دے دیا ہے۔ جو انہوں نے بعض ارکان کی کوشش کے باوجود واپس نہیں لیا۔ طلباء اس سے بہت مضطرب ہیں۔ اور نواب صاحب بھوپال چانسلر یونیورسٹی سے بذریعہ تار مداخلت کی درخواست کی گئی ہے۔

کپور تھلہ سے ۲ر مئی کی آمدہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ حکومت ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کرنے والی ہے۔ جو حادثہ سلطان پور کے متعلق تحقیقات کرے گی۔ حکومت کا بیان ہے کہ اس کی طرف سے اعلان کر دیا گیا تھا۔ کہ وہ تعزیوں کو گردوارہ کے پاس سے گذارنے کو ہرگز برداشت نہیں کر سکتی۔

شیلانگ سے ۲ مئی کو ڈپٹی کمشنر سلہٹ نے اطلاع دی ہے۔ کہ گذشتہ شب شمال مغرب کی طرف سے ایک زبردست طوفان آیا۔ جس سے بیس آدمی ہلاک ہو چکے ہیں بجلی کی تاریں کٹ گئیں۔ مکانات کو سخت نقصان پہنچا۔ ایک سرکاری جہاز ڈوب گیا۔

دار العوام میں ۳۰ر اپریل کو ایک ممبر نے سوال کیا۔ کہ کیا گورنمنٹ کی پالیسی یہ ہے۔ کہ بمبئی اور دیگر مقامات پر ہڑتالیوں کو ڈرا دھمکا کر اجرتوں میں تخفیف منظور کر لینے پر

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی